

سلسلہ: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: تیئیسویں

رسالہ نمبر 3

(۱۳۱۲ھ)

ھادی الناس فی رسوم الاعراس

شادیوں کی رسومات کے بارے میں لوگوں کے لئے راہنما



پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
ھادی النّاسِ فی رُسُوم الاعراس
(شادیوں کی رسومات کے بارے میں لوگوں کے لئے راہنما)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

مسئلہ ۹۰: از کانپور مدرسہ فیض عام مرسلہ مولوی احمد حسن صاحب ۲۱ جمادی الاولٰی ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کہ ہمارے دیار میں اس طرح کا رواج ہے کہ شادی کے دن طرح بطرح کا تماشا کرتے ہیں یعنی آتشبازی وبندوق اور گانا بجانا، اور لکڑی کھیلنا وغیرہ ان سب سامان کے ساتھ نوشاہ کو پالکی پر سوار کرکے تماشا کرتے ہوئے دلہن کے مکان میں جاتے ہیں۔ آیا یہ سب امور مذکورہ بحسب شرع شریف جائز ہیں یا نہیں؟ فقط۔

الجواب:

نوشہ کو پالکی میں سوار کرنا مباح وجائز ہے لان من الرسوم العامة التی لا مضر فیھا من الشرع اس لئے کہ یہ ان عادی رسموں میں سے ہے شریعت میں جن پر کوئی طعن نہیں۔ت) اور لکڑی پھینکنا بندوقیں چھوڑنا اور اس قسم کے سب کھیل جائز ہیں جبکہ اپنے اور دوسرے کی مضرت کا اندیشہ نہ ہو، اور ان سے مقصود ان کوئی غرض محمود جیسے فن سپہگری کی مہارت ہو، نہ مجرد لہو ولعب لانھما من جنس المنضال المستثنٰی فی الحدیث (کیونکہ یہ وہ کھیل ہیں جن کو حدیث میں مستثنٰی قرار دیا گیا ہے۔ت) اور اگر

صرف کھیل کود مقصود ہو تو مکروہ۔

فی الدرالمختار کرہ کل لھو لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کل لھو المسلم حرام الا ثلاثہ ملا عبتہ باھلہ وتادیبہ لفرسہ و مناضلتہ بقوسہ [1] اھ،وفی رد المحتار فی الجواھر قد جاء الاثر فی رخصتہ المصارعۃ لتحصیل القدرۃ علی المقاتلۃ دون التلھّی فانہ مکروہ اھ والظاھر انہ یقال مثل ذٰلك فی تادیب الفرس والمناضلۃ بالقوس [2] اھ وفیہ عن القھستانی عن الملتقط من لعب بالصولجان یرید الفروسیۃ یجوز [3] اھ وفی الدر المصارعۃ لیست ببدعۃ الا للتلھی فتکرہ برجندی [4] وفیہ وکذا یحل کل لعب خطر لحاذق تغلب سلامتہ	در مختار میں ہے ہر کھیل مکروہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ مسلمان کے لئے ہر کھیل حرام ہے سوائے تین کے (یعنی مسلمان کے لئے سوائے تین کے باقی ہر کھیل حرام اور ممنوع ہے اور جو تین کھیل مباح ہیں وہ یہ ہیں) (۱) خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (دل لگی کرنا) (۲) اپنے گھوڑے سے کھیلنا (اس کی تربیت اور سکھلائی کرنا) اور (۳) اپنی کمان سے تیر اندازی کرنا اھ، فتاوٰی شامی میں الجواہر کے حوالہ سے ہے کہ حدیث میں باہم کشتی کرنے کی اجازت موجود ہے یعنی جنگ وجہاد کے لئے قوت حاصل کرنے کے لیے نہ کہ کھیل کود کے لیے کیونکہ محض کھیل کود تو مکروہ ہے اھ اور ظاہر یہ ہے کہ اس طرح کا اطلاق گھوڑے کو سکھانے اور کمان سے تیر اندازی کرنے پر کیا جاتا ہے اھ، اسی میں قہستانی سے بحوالہ الملتقط مرقوم ہے جس کسی نے صولجان یعنی گھڑ دوڑ کا کھیل کیا تو یہ جائز ہے اھ۔ در مختار میں ہے کہ باہم کشتی کرنا بدعت نہیں مگر یہ کہ محض کھیل کود کے لئے نہ ہو برجندی اھ اور اسی میں ہے کہ ہر ایسا

[1] الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۸

[2] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳و۲۵۸

[3] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۸

[4] الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۹

کرمی الرام وصید لحیة ویحل التفرج علیھم حینئذ [5] اھ وفیہ عند المباحات والسباحة و الصولجان والبندق ورمی الحجر واشالتہ بالید و الشباك والوقوف علی رجل [6] الخ فی الشامیة البندق المتخذ من الطین ط و مثلہ المتخذ من الرصاص [7]۔	کھیل جو کسی ماہر کو کھٹکے میں ڈال دے مگر اس میں سلامتی غالب ہو وہ جائز ہے جیسے کسی تیر انداز کے لئے تیر اندازی کرنا اور کسی قبیلہ کے لئے شکار کرنا، پھر ان پر اس وقت خوشی کرنا جائز ہے اھ انہی مباح کاموں کو شمار کرنے کے سلسلہ میں ہے تیرنا، گھڑ دوڑ کرنا، ڈھیلے پھینکنا، تیر مارنا، (الشباک) آپس میں ایک دوسرے کی بند مٹھیاں کھولنا اور ایک پاؤں پر کھڑا ہونا وغیرہ الخ (یہ سب کھیل جائز اور مباح ہیں) فتاوٰی شامی میں ہے "البندق" جو گارے سے تیار کیا جائے اور اسی کی مانند وہ ہے جو سیسہ سے بنایا جائے۔ (ت)

آتشبازی جس طرح شادیوں اور شب برات میں رائج ہے بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں تضییع مال ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا۔

قال اللہ تعالٰی "لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ " [8]	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: کسی طرح بے جانہ خرچ کیا کرو کیونکہ بے جا خرچ کرنیوالے شیاطین کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بہت بڑا ناشکر گزار ہے۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالٰی کرہ لکم ثلثا قیل وقال واضاعة المال وکثرة السوال، رواہ البخاری [9] عن المغیرة بن	بے شک اللہ تعالٰی نے تمھارے لئے تین کاموں کو ناپسند فرمایا: (۱) فضول باتیں کرنا (۲) مال کو ضائع کرنا (۳) بہت زیادہ سوال کرنا اور

[5] الدر المختار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۹
[6] الدر المختار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۹
[7] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۹
[8] القرآن الکریم ۱۷/ ۲۶و۲۷
[9] صحیح البخاری کتاب الزکوٰة باب قول اللہ تعالٰی لا یسئلون الناس الحافا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰۰و۲/ ۸۸۴، صحیح مسلم کتاب الاقضیة باب النھی عن کثرة المسائل قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۵و۷۶

شعبۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	مانگنا، امام بخاری نے اس کو حضرت مغیرہ بن بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے(ت)

شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی ماثبت بالسنۃ میں فرماتے ہیں:

من البدع الشنیعۃ ماتعارف الناس فی اکثر بلاد الھند من اجتماعھم للھو واللعب بالنار،واحراق الکبریت[10] اھ مختصرًا۔	بری بدعات میں سے یہ اعمال ہیں جو ہندوستان کے زیادہ تر شہروں میں متعارف اور رائج ہیں جیسے آگ کے ساتھ کھیلنا اور تماشہ کرنے کے لئے جمع ہونا گندھک جلانا وغیرہ اھ مختصرًا (ت)

اسی طرح یہ گانے بجانے کہ ان بلاد میں معمول ورائج ہیں بلاشبہہ ممنوع وناجائز ہیں خصوصا وہ ناپاک وملعون رسم کہ بہت خران بے تمیز احمق جاہلوں نے شیاطین ہنود ملاعین بے بہبود سے سیکھی یعنی فحش گالیوں کے گیت گوانا اور مجلس کے حاضرین وحاضرات کو لچھے دار سنانا سمدھیانہ کی عفیف و پاکدامن عورتوں کو الفاظ زنا سے تعبیر کرنا کرانا خصوصا اس ملعون بے حیارسم کا مجمع زنان میں ہونا ان کا اس ناپاک فاحشہ حرکت پر ہنسنا، قہقہے اڑانا، اپنی کنواری لڑکیوں کو یہ سب کچھ سنا کر بدلحاظیاں سکھانا، بے حیا، بے غیرت، خبیث، بے حمیت مردوں کا اس شہدہ پن کو جائز رکھنا، کبھی برائے نام لوگوں کو دکھاوے کہ جھوٹ سچ ایک آدھ بار جھڑک دینا، مگر بندوبست قطعی نہ کرنا، یہ وہ شنیع، گندی اور مردود رسم ہے جس پر صدہا لعنتیں اللہ عزوجل کی اترتی ہیں اس کے کرنے والے اس پر راضی ہونے والے۔ اپنے یہاں اس کا کافی انسداد نہ کرنے والے سب فاسق فاجر، مرتکب کبائر مستحق غضب جبار و عذاب نار ہیں والعیاذ باللہ تبارک وتعالٰی، اللہ تعالٰی مسلمانوں کو ہدایت بخشے آمین، جس شادی میں یہ حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں ہر گز شریک نہ ہوں اور اگر نادانستہ شریک ہوگئے تو جس وقت اس قسم کی باتیں شروع ہوں یا ان لوگوں کا ارادہ معلوم ہو تو سب مسلمان مردوں عورتوں پر لازم ہے کہ فورا اسی وقت اٹھ جائیں اور اپنی جورو بیٹی، ماں، بہن کو گالیاں نہ دلوائیں، فحش نہ سنوائیں، ورنہ یہ بھی ان ناپاکیوں میں شریک ہوں گے اور غضب الٰہی سے حصہ لیں گے **والعیاذ باللہ رب العالمین**۔ زنہار زنہار اس معاملہ میں حقیقی بہن بھائی

[10] ماثبت بالسنۃ ذکر شھر شعبان المقالۃ الثالثۃ ادارہ نعیمیہ رضویہ موچی گیٹ لاہور ص ۲۸۲

بلکہ ماں باپ کی بھی رعایت ومروت روانہ رکھیں کہ:

لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالٰی[11]۔	اللہ تعالٰی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔(ت)

ہاں شرع مطہر نے شادی میں بغرض اعلان نکاح صرف دف کی اجازت دی ہے جبکہ مقصود شرع سے تجاوز کرکے لہو مکروہ و تحصیل لذت شیطانی کی حد تک نہ پہنچے، ولہذا علماء شرط لگاتے ہیں کہ قواعد موسیقی پر نہ بجایا جائے، تال سم کی رعایت نہ ہو نہ اس میں جھانج ہوں کہ وہ خواہی نخواہی مطرب وناجائز ہیں۔ پھر اس کا بجانا بھی مردوں کو ہر طرح مکروہ ہے۔ نہ شرف والی بیبیوں کے مناسب بلکہ نابالغہ چھوٹی چھوٹی بچیاں یالونڈیاں باندیاں بجائیں، اور اگر اس کے ساتھ کچھ سیدھے سادے اشعار یا سہرے سہاگ ہوں جن میں اصلاً نہ فحش ہو نہ کسی بے حیائی کا ذکر، نہ فسق وفجور کی باتیں، نہ مجمع زنان یافاسقان میں عشقیات کے چرچے نہ نامحرم مردوں کو نغمہ عورات کی آواز پہنچے، غرض ہر طرح منکرات شرعیہ ومظان فتنہ سے پاک ہوں، تو اس میں مضائقہ نہیں۔ جیسے انصار کرام کی شادیوں میں سمدھیانے جاکر یہ شعر پڑھا جاتا تھا۔

اتیناکم اتیناکم　　　فحیانا وحیاکم[12]

یعنی ہم تمھارے پاس آئے ہم تمھارے پاس آئے، اللہ ہمیں زندہ رکھے تمھیں بھی جلائے یعنی زندہ رکھے۔

پس اس قسم کے پاک وصاف مضمون ہوں، اصل حکم میں تو اسی قدر کی رخصت ہے مگر حال زمانہ کے مناسب یہ ہے کہ مطلق بندش کی جائے کہ جہاں حال خصوصاً زنان زمان سے کسی طرح امید نہیں کہ انھیں جو حد باندھ کر اجازت دی جائے اس کی پابند رہیں اور حد مکروہ وممنوع تک تجاوز نہ کریں۔ لہذا سرے سے فتنہ کا دروازہ ہی بند کیا جائے نہ انگلی ٹیکنے کی جگہ پائیں گی نہ آگے پاؤں پھیلائیں گی، خصوصاً بازاری فاجرہ فاحشہ عورتوں، رنڈیوں، ڈومنیوں کو تو ہرگز ہرگز قدم نہ رکھنے دیں کہ ان سے حد شرع کی پابندی محال عادی ہے۔ وہ بے حیائیوں فحش سرائیوں کی خوگر ہوتی ہیں

[11] مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث حکم بن عمرو الغفاری المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۶۶،۶۷، المعجم الکبیر حدیث ۳۱۵۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳/ ۲۰۸، المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دارالفکر بیروت ۳/ ۱۲۳

[12] سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب فی الغناء والدف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۳۸

منع کرتے کرتے اپنا کام کر گزریں گی بلکہ شریف زادیوں کا ان آوارہ بدوضعوں کے سامنے آنا ہی سخت بیہودہ وبیجا ہے۔ صحبت بد زہر قاتل ہے اور عورتیں نازک شیشیاں ہیں جن کے ٹوٹ جانے کے لئے ایک ادنی سی ٹھیس بھی بہت ہوتی ہے اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یاانجشۃ رَوَیْدًا بالقواریر[13] (اے انجشہ! ٹھہر جاؤ کہیں کانچ کی شیشیاں ٹوٹ نہ جائیں۔ت) فرمایا۔

ھذا کلہ ظاھر بین عند من نور اللہ تعالٰی بصیرتہ وجمیع مانھینا عنہ فان علیہ دلائل ساطعۃ من القراٰن العظیم والحدیث الکریم والفقۃ القویم بیدان وضوح الحکم اغنانا عن سردھا فلنذکر بعض دلائل علی ماذکرنا اباحتہ فانا نرٰی ناسایشد دون الامر یطلقون القول بالتحریم و منھم من یبیح ضرب الدف بشرط ان لایکون معہ شیئ من الشعر وانما یکون محض دف مع ان الاحادیث ترد ذٰلک کما ستعلم مماھنالک اخرج الامام البخاری فی صحیحہ من الربیع بنت معوذ بن عفرا قالت جاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم	یہ سب کچھ اچھی طرح واضح ہے ہر اس بندے پر جس کو اللہ تعالٰی نے دل کی روشنی بخشی ہے اور تمام وہ باتیں جن سے ہم نے منع کیا ہے کیونکہ اس پر قرآن عظیم، حدیث مبارک اور فقہ قویم کے روشن دلائل موجود ہیں لہٰذا واضح حکم نے ہمیں اس کی تفصیل سے بے نیاز کردیا ہے پھر ہم بعض دلائل بیان کرتے ہیں اس مسئلہ پر جس کی اباحت ہم نے پہلے ذکر کردی کیونکہ کچھ لوگوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ معاملہ میں سختی کرتے ہیں اور مطلق تحریم کا قول ذکر کرتے ہیں (قول بالتحریم مطلق بیان کرتے ہیں) اور کچھ وہ لوگ ہیں جو دف بجانا مباح کہتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ اشعار نہ پڑھے جائیں بلکہ صرف دف بجائی جائے حالانکہ حدیث میں اس کی تردید آئی ہے اور جو کچھ یہاں مذکور ہوگا عنقریب تم جان لوگے امام بخاری نے اپنی صحیح میں ربیع بنت معوذ بن عفراء کے حوالہ سے تخریج فرمائی کہ اس بی بی نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کے ہاں

[13] صحیح بخاری کتاب الادب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰-۹۰۸، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب رحمتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم النساء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۵۵، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۲۵۴

فدخل حسین بن علی فجلس علی فراشی کمجلسك منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف ویندبن من قتل من اٰبائی یوم بدر[14] الحدیث۔ واخرج ایضا عن ام المومنین الصدیقة رضی اللہ تعالٰی عنھا انھا زفت امرأة الی رجل من الانصار فقال نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ماکان معکم لھو فان الانصار یعجبھم اللھو[15]، واخرج القاضی المحاملی عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما فی ھذاالحدیث انه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم قال ادرکیھا یا زینب امرأة کانت تغنی بالمدینة[16]۔	تشریف لائے تو حضرت حسین بن علی حاضر خدمت ہوئے اور میرے بچھونے پر اس طرح تشریف فرماہوئے جیسے تمھارا میرے پاس بیٹھنا ہے اور ہماری کچھ بچیاں دف بجا بجا کر ہمارے اکابر شہداء بدر کے مرثیے پڑھتی رہیں۔الحدیث۔ اور یہ بھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی سند سے تخریج فرمائی کہ ایک دلہن اپنے انصاری شوہر کے گھر رخصت کی گئی تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمھارے پاس کوئی کھیل (گانے بجانے) کاسامان نہ تھا کیونکہ انصار اس سے جوش میں آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں، قاضی محاملی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے اس حدیث کی تخریج فرمائی کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے زینب! کسی ایسی عورت سے رسائی حاصل کرو جو مدینہ منورہ میں گانے والی ہو، محدث ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس کے حوالے سے تخریج فرمائی (اللہ تعالٰی دونوں سے راضی ہو) انھوں نے فرمایا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے قبیلہ انصار میں اپنی ایک قربتدار کا نکاح کیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

[14] صحیح البخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف بالنکاح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۷۳

[15] صحیح البخاری باب النسوة اللاتی یھدین المرأة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۷۵

[16] فتح الباری بحوالہ المحاملی کتاب النکاح باب النسوة اللاتی یھدین المرأة الخ مصطفی البابی مصر ۱۱/ ۱۳، عمدة القاری کتاب النکاح باب النسوة اللاتی یھدین المرأة الخ ادارة الطباعة المنیریة بیروت ۲۰/ ۱۴۹

واخرج ابن ماجۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال انکحت عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا ذات قرابۃ لہا من الانصار فجاء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال اھدیتم الفتاۃ قالوا نعم قال الا ارسلتم معہا من تغنی قالت لا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان الانصار قوم فیہم غزل فلو بعثتم معہا من یقول اتینکم اتینکم فحیانا و حیاکم [17] فاخرج الطبرانی عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالٰی عنہ قال لقی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جواری یتغنین یقلن تحیونا نحییکم فقال لاتقولوا ھکذا ولکن قولوا حیانا وایاکم فقال رجل یارسول اللہ اترخص للناس فی ھذا قال نعم انہ نکاح لا سفاح[18] واخرج احمد والترمذی و النسائی وابن ماجۃ عن محمد بن حاطب الجمحی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فصل مابین الحلال والحرام الصوت

تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کیا تم نے اس نوجوان لڑکی کو کوئی ہدیہ (تحفہ) دیا ہے؟ گھر والوں نے عرض کی: جی ہاں، پھر فرمایا: کیا تم نے اس کے ساتھ کوئی گانے والی بھیجی ہے؟ سیدہ نے عرض کی: جی نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انصار کچھ ایسے لوگ ہیں کہ جن میں غزلیات پڑھنے کا رواج ہے لہٰذا اگر تم لوگ اس دلہن کے ساتھ کوئی ایسا شخص بھیجتے جو کہتا اتینا کم اتینا کم الخ یعنی ہم تمھارے پاس آگئے اللہ تعالٰی ہمیں بھی زندہ رکھے اور تمھیں بھی زندہ رکھے، امام طبرانی نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے تخرج فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ملاقات چند بچیوں سے ہوئی جو گا رہی تھیں اور یہ کہہ رہی تھیں کہ ہم تمھیں اپنی زندگی بخشتی ہیں تو ہمیں بخشو آپ نے فرمایا: یوں نہ کہو بلکہ یوں کہو حیانا وایاکم اللہ تعالٰی ہمیں بھی زندہ رکھے اور تمھیں بھی زندہ رکھے۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی وسلم! کیا آپ لوگوں کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اے برادر یہ نکاح ہے کوئی بدکاری تو نہیں ہے۔

[17] سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب الغناء والدف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۸

[18] المعجم الکبیر حدیث ۶۶۶۶ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۷/ ۱۵۲

والدف فی النکاح [19]۔ واخرج النسائی عن عامر بن سعد قال دخلت علی قرظۃ بن کعب وابی مسعود الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما فی عرس واذا جوار یغنین فقلت انتما صاحبا رسول اللہ تعالٰی وسلم ومن اھل بدر یفعل ھذا عندکم فقالا اجلس ان شئت فاسمع معنا وان شئت فاذھب قد رخص لنافی اللھو عند العرس [20] قال الامام البدر محمود العینی فی عمدۃ القاری تحت الحدیث الاول فی الحدیث فوائد(الی ان قال)منھا الضرب بالدف بحضرۃ الشارع الملۃ ومبین الحل	امام احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے محمد بن حاطب جمحی کے حوالے سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تخریج فرمائی، آپ نے ارشاد فرمایا حلال اور حرام کے درمیان فرق نکاح میں اعلان اور دف بجانے کا ہے۔ امام نسائی نے عامر بن سعد کے حوالہ سے تخریج فرمائی کہ انھوں نے فرمایا کہ میں قرظہ بن کعب اور ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس ایک تقریب شادی میں گیا میں نے دیکھا کہ چند لڑکیاں گارہی تھیں میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اے دو ساتھیو! اور غزوہ بدر میں شریک ہونے والو! تمھارے ہاں یہ کچھ کیا جارہا ہے؟ انھوں نے فرمایا اگر پسند کرتا ہے تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر سن لو اور اگر نہیں پسند کرتا اور نہیں چاہتا تو واپس چلا جا کیونکہ شادیوں میں ہمیں اس کی رخصت دی گئی ہے۔ امام بدرالدین محمود عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کی پہلی حدیث کے ذیل میں فرمایا حدیث میں بہت سے فوائد ہیں (وہ سب شمار کرتے ہوئے) یہاں تک فرمایا ان میں سے

[19] جامع الترمذی ابوب النکاح باب ماجاء فی اعلان النکاح امین کمپنی کراچی ۱/ ۱۲۹، سنن النسائی کتاب النکاح اعلان النکاح بالصوت وضرب الدف نور محمد کارخانہ کراچی ۲/ ۹۰، سنن ابن ماجہ ابواب النکاح اعلان النکاح ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۸، مسند احمد بن حنبل حدیث محمد بن حاطب المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۱۸ و ۴/ ۲۵۹

[20] سنن النسائی کتاب النکاح اللھو والغناء عند العرس نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ۲/ ۹۲

من الحرمة صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم واعلان النکاح بالدف والغناء المباح فرقا بینه وبین مایستتر به من السفاح[21] اھ وفی المرقاۃ قیل تلك البنات لم یکن بالغات حد الشهوة وکان دفهن غیر مصحوب بالجلاجل قال اکمل الدین الدف بضم الدال اشهر و افصح ویروٰی بالفتح ایضا وفیه دلیل علی جواز ضرب الدف عند النکاح والزفاف للاعلان، والحق بعضهم الختان و العیدین والقدوم من السفر و مجتمع الاحباب المسرور، وقال المراد به الدف الذی کان فی زمن المتقدمین واما ما علیه الجلاجل فینبغی ان تکون مکروها بالاتفاق[22] اھ وفی العینی تحت الحدیث الثانی فی التوضیح اتفق العلماء علی جواز اللهو فی ولیمة	ایک فائدہ یہ ہے کہ شارع ملت کی موجودگی میں دف بجائی گئی اور حلت وحرمت ظاہر کرنے والے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایسا کیا گیا، اور دف بجا کر اور مباح گانا گا کر نکاح کا اعلان کرو تاکہ نکاح اور خفیہ بدکاری (حلال وحرام) کا فرق واضح ہو جائے، مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے کہا گیا کہ وہ بچیاں نابالغہ تھیں حد بلوغت کو پہنچی ہوئی نہ تھیں اور ان کی دفیں بھی جھار والی نہ تھیں، امام اکمل الدین نے فرمایا الدف حرکت پیش کے ساتھ زیادہ مشہور ہے اور دال پر زبر کی حرکت کی روایت بھی ہے اور یہ دلیل ہے کہ نکاح کرنے اور دلہن کو رخصت کرنے کے وقت اعلان کے لئے دف بجانا جائز ہے اور بعض نے تقریب ختنہ، عیدین، سفر سے واپسی اور دوستوں کے اجتماع کو بھی تقریب شادی سے ملحق کیا ہے یعنی ان تمام مواقع پر بھی دف بجانے کی اصل اجازت ہے اور فرمایا کہ اس سے وہ دف مراد ہے جو گزشتہ زمانے میں مروج تھی، اور جھار والی دف بجانا بالاتفاق مکروہ ہے۔ علامہ عینی دوسری حدیث کی وضاحت فرماتے ہیں ولیمہ و نکاح کے موقع پر کھیل کود کو اہل علم بالاتفاق

[21] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۰/ ۱۳۶

[22] مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۰۱

النکاح کضرب الدف وشبهه [23]الخ وفی المرقاۃ تحت الحدیث الثانی ماکان معکم لهو "ای المر یکن معکم ضرب دف وقراءۃ شعر لیس فیه اثم وهذا رخصة عند العرس کذا قیل والاظهر ماقال الطیبی فیه معنی التحضیض کما فی حدیث عائشه رضی الله تعالٰی عنها الا ارسلتم معهم من یقول اتینا کم الحدیث [24]اه ملخصًا۔وفیها تحت الحدیث السابع ای وان الله یحب ان تؤتی رخصة کما یحب ان تؤتی عزائمه [25]اه **قلت** فالتحضیض کالتخضیض علی الرخصة لا لانه الافضل فافهم وفی اشعة اللمعات تحت الحدیث السادس تغنی مباح است درنکاح مثل دف [26] اهوفی حظر ردالمحتار قبیل فصل اللبس عن الحسن لا بأس بالدف فی العرس یشتهر وفی السراجیة	مباح اور جائز قرار دیتے ہیں جیسے دف بجانا یا اس کے مشابہ کسی آلہ لہو کو استعمال کرنا الخ، مرقاۃ میں ان الفاظ (ماکان معکم لهو) کے ذیل میں ہے۔کیا تمھارے پاس کوئی دف بجانے والا نہیں اور نہ ایسا کوئی اشعار پڑھنے والا ہے کہ جن میں کوئی گناہ نہیں، شادیوں میں اس کی اجازت ہے یونہی کہا گیا۔اور زیادہ ظاہر وہ بات ہے جو علامہ طیبّی نے ارشاد فرمائی کہ حدیث میں تحضیض یعنی ابھارنے اور اکسانے کا مفہوم پایا جاتا ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی روایت میں "الا ارسلتم الخ" کے الفاظ ہیں یعنی کیا تم نے اس لڑکی کے ساتھ اس کو نہ بھیجا جو یوں کہتا (اتینا کم الحدیث) ملخص پورا ہو گیا۔اور اسی میں ساتویں حدیث کے ذیل میں ہے یعنی اللہ تعالٰی پسند کرتا ہے کہ رخصت پر عمل کیا جائے جیسا کہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی عزیمتوں کو ادا کیا جائے (عبارت مکمل) **میں کہتا ہوں** یہ تحضیض اسی طرح ہے جیسے رخصت پر تحضیض، یہ نہیں کہ وہ افضل ہو اس کو سمجھ لیا جائے، اشعۃ اللمعات میں چھٹی حدیث کے ذیل میں ہے

[23] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب النکاح باب النسوۃ اللاتی یهدین الخ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۰/ ۱۴۹

[24] مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۰۲

[25] مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۱۹

[26] اشعۃ اللمعات کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۲۰

ھذا اذا لم یکن له جلاجل ولم یضرب علی ھیأة التطرب[27] اھ وفی الھندیة سئل ابو یوسف عن الدف أتکرھه فی غیر العرس بان تضرب المرأة فی غیر فسق للصبی قال لا اکرھه واما الذی یجیئ منه اللعب الفاحش للغناء فانی اکرھه کذا فی محیط السرخسی ولا باس بضرب الدف یوم العید کما فی خزانة المفتین[28] اھ. وفی شھادات ردالمحتار جواز ضرب الدف فیه (ای فی العرس) خاص بالنساء کما فی البحر عن المعراج بعد ذکرہ انه مباح فی النکاح وما فی معناہ من حادث سرور قال ھو مکروہ للرجال علی کل حال للتشبه بالنساء[29] واللہ تعالٰی اعلم۔	کہ نکاح میں گانا بجانا مباح ہے جیسے دف بجانا اھ ______ فتاوٰی شامی کی بحث حظر میں ہے جو فصل اللبس سے کچھ پہلے حضرت حسن سے روایت ہے کہ تشہیر کے لئے تقریب میں دف بجائی جاسکتی ہے اور دف کے بجائے میں کوئی حرج نہیں، سراجیہ میں ہے کہ یہ اجازت اس صورت میں ہے کہ دف بآواز جھار نہ ہو، اور وہ گانے کی طرز پر نہ بجائی جائے، (عبارت مکمل) اور فتاوٰی عالمگیری میں ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے دف کے بجانے کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا آپ تقریب شادی کے بغیر اس کو ناپسند کرتے ہیں کہ عورت بغیر حالت فسق کے صرف بچہ کے لئے بجائے، فرمایا میں اس کو ناپسند نہیں کرتا لیکن وہ جو گانے کے لئے فحش کھیل کے طور پر بجائے تو وہ ناپسندیدہ ہے۔ محیط سرخسی میں یونہی مذکور ہے۔ عید کے دن دف بجانے میں کوئی مضائقہ نہیں اسی طرح خزانہ المفتین میں ہے اھ، ردالمحتار کی بحث شہادت میں ہے کہ شادی میں دف بجانا عورتوں کے ساتھ خاص ہے اس وجہ سے جو بحر الرائق میں معراج سے منقول ہے بعد اس ذکر کرنے کے کہ وہ تقریب نکاح اور خوشی کے موقع سے جو مناسبت رکھتا ہو اس میں دف بجانا مباح ہے۔ اور فرمایا مردوں کے لئے وہ ہر حال میں مکروہ ہے کیونکہ اس میں عورتوں سے مشابہت پائی جاتی ہے اور اللہ تعالٰی بڑا علم والا ہے۔ (ت)

[27] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳

[28] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب السابع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۲

[29] ردالمحتار کتاب الشہادات باب قبول الشہادات دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۸۲

مسئلہ ۹۱و۹۲: از موضع ہر نمیگل کمرلا علاقہ بنگالہ مرسلہ مولوی عبدالحمید صاحب ۲ ربیع الاول

کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں :

سوال اول: کیاشادی وغیرہ میں آتشبازی چھوڑنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال دوم: اعلان کے لئے شادی میں بندوق چھوڑنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

جواب سوال اول: ناجائز ہے،اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

"وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ "[30]	بے جاخرچ نہ کرو کیونکہ بے جا اور فضول خرچ کرنیوالے شیاطین کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔(ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالٰی حرم علیکم عقوق الامھات و أد البنات ومنعاوھات وکرہ لکم قیل وقال وکثرۃ السؤال و اضاعۃ المال،رواہ الشیخان [31]عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	بے شک اللہ تعالٰی نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام کردی اور بچیوں کو زندہ در گور کرنا اور بخل کرنا اور گداگری کرنا اور ادھر ادھر کی فضول باتیں کرنا تم پر حرام کردیا ہے۔اور فرمایا زیادہ سوال کرنا اور مال کو ضائع کرنا بھی حرام کردیا گیا ہے۔ بخاری ومسلم نے اس کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔(ت)

جواب سوال دوم: جائز ہے۔

اخرج الترمذی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم	امام ترمذی نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے تخریج فرمائی کہ آپ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛

[30] القرآن الکریم ۱۷/ ۲۶و۲۷

[31] صحیح البخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۸۴، صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب النھی من کثرۃ المسائل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۵،۷۶

اعلنوا ھذا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف[32]۔وروی احمد بسند صحیح وابن حبان فی صحیحہ و الطبرانی فی الکبیر وابونعیم فی الحلیۃ والحاکم فی المستدرك عن عبدالله بن الزبیر رضی الله تعالٰی عنہما عن النبی صلی الله تعالٰی علیہ وسلم قال اِعْلَنوا النکاح[33]۔والله تعالٰی اعلم۔	لوگو! نکاح کااعلان کیا کرو(یعنی اس کی تشہیر کیا کرو)اور مسجدوں میں نکاح کیا کرواور اس کی تشہیر کے لئے دف بجایا کرو۔امام احمد نے سند صحیح سے ابن حبان نے اپنی صحیح میں طبرانی نے الکبیر میں اور ابونعیم نے الحلیۃ میں اور حاکم نے المستدرک میں حضرت عبدالله بن زبیر رضی الله تعالٰی عنہ کے حوالہ سے نبی کریم صلی الله تعالٰی علیہ وسلم سے روایت فرمائی کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نکاح کا اعلان کیا کرو،الله تعالٰی تو بخوبی واقف اور آگاہ ہے۔(ت)

مسئلہ ۹۳: مسئولہ سید محمود الحسن صاحب نبیرہ ڈپٹی اشفاق حسین صاحب ۲۵رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آتشبازی بنانااور چھوڑناحرام ہے یانہیں؟**بینوا توجروا**(بیان کرواجر پاؤ۔ت)

الجواب:

ممنوع وگناہ ہے:

لقولہ تعالٰی "وَلَاتُبَذِّرْتَبْذِیْرًا"[34] ولقولہ صلی الله تعالٰی علیہ وسلم کل لھو المسلم حرام الاثلثا[35]۔	کیونکہ الله تعالٰی کا قول ہے بے جاخرچ نہ کیا کرو اور حضور اکرم صلی الله تعالٰی علیہ وسلم کاارشاد ہے مسلمان کاہر لہوحرام ہے سوائے تین کے(ت)

[32] جامع الترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی اعلان النکاح امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۲۹

[33] المستدرك للحاکم کتاب النکاح الامر باعلان النکاح دارالفکر بیروت ۲/ ۱۸۳،مسند احمد بن حنبل عن عبدالله بن الزبیر المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۵،حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۴۲۸ عبدالله بن وہب دارالکتاب العربی بیروت ۸/ ۳۲۸،مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الکبیر کتاب النکاح باب اعلان النکاح دارالکتاب بیروت ۴/ ۲۸۹،موارد الظمان حدیث ۱۲۸۵ ۱/ ۳۱۳ و کنز العمال حدیث ۴۴۵۳۴ ۱۶/ ۲۹۱

[34] القرآن الکریم ۱۷/ ۲۶

[35] الدرالمختار کتاب الحظروالاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۸،جامع الترمذی ابواب فضائل الجہاد ۱/ ۱۹۷ وسنن ابن ماجہ ابواب الجہاد ص ۲۰۷

مگر جو صورت خاصہ لہو ولعب وتبذیر واسراف سے خالی ہو، جیسے اعلان ہلال، یا جنگل میں یا وقت حاجت شہر میں بھی دفع جانوران موذی یا کھیت یا میوے کے درختوں سے جانوروں کے بھگانے اڑانے کو ناڑیاں پٹاخے تومڑیاں چھوڑنا۔

فان الامور بمقاصدھا وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات وانما لکل امری مانوٰی[36] واللہ تعالٰی اعلم۔	اس لئے کہ امور اپنے مقاصد پر مبنی ہوا کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اعمال کی بنیاد ارادوں اور نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۹۴: از موضع بیٹکٹالی ضلع کمرلا ملک بنگالہ مرسلہ مولوی محمد الٰہی بخش　　۲۴ شوال ۱۳۱۴ھ

قبلہ شفقت ومرحمت وکعبہ عاطفت وراحت واسطہ حصول عزت دوجہانی وسیلہ وصول سعادت جاودانی اید اللہ افضالہم وعم نوالہ دامت شموس عنایاتہم بازغۃ ناصیۃ فدویت وارادت رابغازہ مفاخرت وسعادت مانند گل رنگیں ساختہ بگزارش مدعا پرداختہ کہ ایں احقر رابرائے چند مسائل بغایت ضرورت افتاد، لہٰذا بسیار حیران وسرگرداں ست، ونیز کسے راچنداں غربانواز نمے بیند کہ بخوب ترین جواب از کتب معتبرہ ارزانی داشتہ خاطر ایں فدوی راتسکین دہد، وہم تشفی خاطر باشد، لہٰذا بجاد شان کیوان ایوان معروض دارد کہ از روئے بندہ نوازی جواب مسائل ذیل را، بطریق فتاوے عطافرمایند۔	قبلہ شفقت ورحمت کعبہ عاطفت ورافت دونوں جہان کی عزت کے حصول کا واسطہ، ہیشگی سعادت کی رسائی کا وسیلہ، اللہ تعالٰی ان کے جود وکرم کو دوام بخشے، ان کی عنایات کا سورج چمکتا رہے۔ ارادت وغلامی کی پیشانی، فخر وسعادت کے پوڈر سے رنگین پھول کی طرح ہوجائے وہ اپنے مدعا کی گزارش کرتا ہے کہ اس عاجز کو چند مسائل کی انتہائی ضرورت پیش آگئی لہٰذا بہت حیران اور پریشان ہے نیز اس قدر کسی کو غرباء پرور نہیں سمجھتا کہ بہت عمدہ جواب معتبر کتابوں سے نکال کر مفت پیش فرمادیں، جو اس غلام کے دل کو تسکین دے اور قلبی تشفی کا باعث ہو، لہٰذا غلامانہ حیثیت سے بلند وبالا آسمان ہفتم کی سی بارگاہ میں عرض کناں ہوں کہ بندہ پروری کرتے ہوئے مسائل ذیل کا جواب بصورت فتوٰی عنایت فرمائیں۔ (ت)

[36] صحیح البخاری باب کیف کان بدؤ الوحی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲

شخصے اکثر اوقات بعض طائفہ می بیند ودر مجلس ایشاں نشیند ونیز در لہو ولعب غیر مشروعہ کہ در مذہب حنفیّہ حرمتش ثابت شدہ مستغرق است، مرتکب ایں محرمات فاسق است یانہ۔ فاسقیت رابخوب ترین دلائل ثابت فرمایند، ونیز آں شخص تنباک کشی مے کنند وکراہت تنباک کشی ثابت کردہ باشند، ودر صلوٰۃ اقتدا بایں شخص کراہیت است یا نہ، زیادہ آفتاب بندہ نوازی ازافق مرحمت گستری درخشاں باد، عرضداشت فدوی محمد الٰہی بخش عفی عنہ	**سوال:** ایک شخص اکثر اوقات ناچنے والے گروہ کا ناچ دیکھتا ہے اوران کی محفل میں شرکت کرتا ہے نیز ناجائز کھیل و تماشہ جن کی حرمت حنفی مذہب میں ثابت شدہ ہے ان میں مستغرق رہتا ہے، کیا ایسا شخص شرعا فاسق کے زمرے میں آتا ہے یا نہیں؟ اگر فاسق قرار پاتا ہے تو اس کے فسق کو قوی دلائل سے ثابت فرمایا جائے اور وہ شخص تمباکو نوش بھی ہے لہذا تمباکو پینے والے کے عمل کی کراہت ثابت فرمائی جائے، کیا ایسے شخص کی اقتداء نماز میں مکروہ ہے یا نہیں؟ بندہ پروری کا آفتاب رحمت نثار کرنیوالے افق سے ہمیشہ چمکتا رہے۔ عرضداشت فدوی محمد الٰہی بخش عفی عنہ (ت)

الجواب:

اللھم اغفرلنا در فاسق وفاجر مرتکب کبائر بودن ایں کس چہ جائے سخن ومجال دم زدن، **قال اللہ تعالٰی** فرمان ایزدی ست: **قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ۝۳۰**[37] اے نبی! مسلماناں را فرمائے تا چشمان خود بپوشند، وشرمگاہ خود رانگاہ دارند، ایں پاکیزہ تر است مر ایشاں را ہر آئینہ خدائے آگاہ است کہ بہر کارے می کنند، **وقال اللہ تعالٰی** "**وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ﳓ وَّ یَتَّخِذَهَا**	یا اللہ بخش دیجئے، اس شخص کے فاسق وفاجر ہونے میں بوجہ کبائر کے مرتکب ہونے کے کیا شک باقی رہ جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالٰی کا ارشاد: اے محبوب نبی! مسلمانوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنے ستر کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ بہتر اور پاکیزہ طریقہ ہے یقینا اللہ تعالٰی پوری طرح باخبر ہے ان کاموں سے جو وہ کیا کرتے ہیں نیز اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا لوگوں میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو باقاعدہ کھیل کود کی باتیں خریدتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو بربنائے جہالت

[37] القرآن الکریم ۲۴/ ۳۰

هُزُوًا ؕ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ "[38] از مردمان کسے است کہ مے خرد سخن لاغ و بازی تابر اندازد از راہ خدائے نادانستہ وسخر گیرد آں را، مرایں کسان کیفرے است خوار کنند، حضرت عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس وامام حسن بصری وسعید بن جبیر و عکرمہ ومجاہد ومکحول وغیرہم ائمہ صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین دریں آیۃ کریمہ سخن لاغ وبازی رابہ غنا وسرور تفسیر فرمودہ اند۔ چنانچہ ابو الصہبا گوئد ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما ازیں آیت پرسیدم گفت هو الغناء والله الذی لا اله الا هو او سرود است سوگند بخدائے کہ ہیچ خدائے نیست جز او یرددھا ثلث مرات[39] سہ بار ہمیں سخن وسوگند را تکرار فرمود بلکہ خود در حدیث آمدہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود لایحل تعلیم المغنیات ولا بیعهن واثمانهن حرام وفی مثل هذا نزلت ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله الحدیث (ترجمہ) روا نیست زنان سرآئندہ راآموختن ونہ آنہارا خریدن

راہ خدا سے بہکادے اور اس کو یعنی اللہ تعالٰی کے راستے کو ہنسی مذاق بنادے، ان لوگوں کے لئے ذلیل کرنے والی سزا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، خواجہ حسن بصری، سعید بن جبیر، عکرمہ، مجاہد، مکحول، اور ان کے علاوہ دوسرے ائمہ، صحابہ کرام اور تابعین (اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہو) اس آیت کریموں میں بیہودگی اور کھیل کی بات سے گانا بجانا مراد لیتے ہیں اور اس کی یہی تفسیر فرماتے ہیں۔ ابوالصہباء فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما سے آیت مذکور کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ اس سے گانا مراد ہے، اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، چنانچہ اس بات اور قسم کا تین مرتبہ تکرار فرمایا، بلکہ خود حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گویّا عورتوں کو تعلیم دینا جائز نہیں اور نہ ہی ان کا خرید وفروخت کرنا جائز ہے بلکہ ان کی قیمت وصول کرنا بھی حرام ہے اسی سلسلہ میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ لوگوں میں کوئی وہ شخص ہے جو یاوہ گوئی والی

[38] القرآن الکریم ۳۱/ ۶

وفروختن وبہاء آنہا حرام است ودر ہمچنیں کارایں آیت فرمود آمدہ ست کہ برخے از مردم سخن لاگ مے خرند تا مردماں راازراہ خدا اے دور برند، رواہ الامام البغوی[40] عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ وقال اللہ تعالٰی:

"قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۚ"[41] حق جل وعلا مر ابلیس لعین رافرمود درشو، پس ہر کہ از فرزندان عالم ترا پیروی کند پس ہر آئینہ دوزخ پاداش ہمہ شما است پاداش کامل وسبک سار کن وبلغزاں ہر کہ بروودست یابی از ایشاں بآواز خود، الآیۃ، امام مجاہد کہ از اجلہ تلامذہ سلطان المفسرین عبداللہ بن عباس است رضی اللہ تعالٰی عنہم دریں آیۃ کریمہ آواز شیطان رابغنا ومزامیر تفسیر کردہ است۔ وقال تعالٰی:

"وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا

باتیں خریدتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ تعالٰی کے راستے سے دور کردے، چنانچہ امام بغوی نے حضرت ابوامامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: ابلیس لعین کو مخاطب کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ یہاں سے چلا جا پھر اولاد آدم میں جو کوئی تیرے پیچھے جائیگا یقینا دوزخ ان سب کے لئے پوری اور کامل سزا ہے۔ پھر ان میں سے جس پر تو قابو پائے اپنی آواز سے اسے ہلکا پھلکا کرتے ہوئے پھیلادے اور ان پر لام باندھ لا اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا، اور ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں اور انھیں وعدہ دے اور شیطان انھیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے۔ بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں۔ امام مجاہد، جو مفسرین کے بادشاہ حضرت عبداللہ ابن عباس کے جلیل القدر شاگردوں میں سے ہیں اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہو) وہ اس آیت کریمہ میں مذکور شیطان کی آواز سے گانا بجانا اور اس کے آلات وغیرہ مراد لیتے ہیں۔

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا اے نبی مکرم! مسلمان عورتوں سے فرمادیجئے کہ وہ اپنے دوپٹے

[40] معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن تحت آیۃ ۳۱/ ۶ مصطفی البابی مصر ۵/ ۱۴۔ ۲۱۳

[41] القرآن الکریم ۱۷/ ۶۳تا۶۵

"لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىِٕهِنَّ"[42] الاٰیۃ۔ یعنی اے نبی! زنان مومنات رافرمائے کہ بزنند سراند از ہائے خود رابر گریبان ہائے خود، (تاسر وموو سینہ وگلو ہمہ نہاں ماند) و نہ نمایند آرائش خود رامگر بشوہران یامحارم۔

وقال اللہ تعالٰی فی اخر الکریمۃ

"وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱"[43]

(ترجمہ) وزنان نزنند پاہائے خویش راتا دانستہ شود آنچہ نہاں مے دارند از آرائش خود وہمہ باز گردید بسوئے خدائے تعالٰی اے مسلمانان تابکام رسید (نجات یابید)

وقال تعالٰی: "وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ"[44]

(ترجمہ) ونزدیک مشوید کارہائے بے حیائی راہر چہ از آنہا آشکارا است، وہر چہ نہاں است ایں ہمہ آیات وغیر اینہا در تحریم ہمہ اجزائے ایں کار شنیع نص منیع است، ودر احادیث خود کثرتے است کہ احصانتواں کرد۔

اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھا کریں تا کہ سر، بال، سینہ اور گلا سب باپردہ ہو جائیں اور اپنی زیبائش کو نمایاں نہ کیا کریں بجز ان کے جوان کے شوہر یا دیگر محارم ہیں۔

اور اللہ تعالٰی نے آیت کریمہ کے آخر میں ارشاد فرمایا عورتیں اپنے پاؤں زور سے زمین پر نہ ماریں جس سے ان کی مخفی زینت ظاہر ہونے لگے۔ اور اے مسلمانو! تم سب اللہ تعالٰی کی طرف لوٹ جاؤ تاکہ مراد پالو۔

نیز ارشاد خداوندی ہے: لوگو! بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی مت جاؤ خواہ وہ ظاہر ہوں یا مخفی، یہ تمام آیات اور ان کے علاوہ دوسری آیتیں اس برے کام کے تمام اجزاء کے حرام قرار دینے کے لئے قوی اور مضبوط نصوص ہیں، رہا احادیث کا معاملہ، تو وہ اس کثرت سے ہیں کہ ان کو احاطہ شمار میں نہیں لایا جاسکتا۔

[42] القرآن الکریم ۲۴/ ۳۱
[43] القرآن الکریم ۲۴/ ۳۱
[44] القرآن الکریم ۶/ ۱۵۱

بالجملہ زن اجنبیہ را ایں چنیں بے حجابانہ بمجلس مردان راہ دادن (یکے) وہرچہ تمام تر ہر ہفت وآراستہ بودنش (دو) مردمان رابسوئے او بنظر تلذذ دیدن (سہ) وباعضائے عورت او از سر ومو ومساعد وبازو وسینہ وگلو نگریستن (چہارم) وسرود وزمزمہ اش (پنج)، ولفظ مزامیر برآں آتش تیز وتند (شش) وپائے کوبی آن زن خاصہ با آواز خلخال وزنگلہ زیور (ہفت) ودیگر حرکات فتنہ انگیز وشہوت خیز (ہشت) ایں ہمہ ہا در شرع محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرام وحرام وحرام است، "ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ" [45]۔	(خلاصہ کلام) اس برے عمل میں بہت سی خرابیاں ہیں (۱) غیر محرم عورت کا اس طرح بے پردہ، مردوں کی محفل میں جانا، ہیجان خیز اور فتنے کا باعث ہے (۲) اس کا آراستہ و پیراستہ ہونا اور بن ٹھن کر نکلنا (۳) مردوں کا اسے شہوت کی نگاہ سے حصول لذت کے لئے دیکھنا (۴) اس کے اعضاء مثلا سر، بال، بازو، سینہ اور گلا، ان سب کی طرف دیکھنا (۵) اس کا ترنم سے گیت گانا (۶) گانے بجانے کے آلات استعمال کرنا، یہ ان پر مزید تند و تیز آگ ہے (۷) اس خاص عورت کا زور سے پاؤں زمین پر مارنا کہ جس سے اس کے زیورات کی جھنکار محسوس ہونے لگے (۸) ان سب کے علاوہ، دوسری فتنہ برپا کرنے والی حرکت اور شہوت خیز انداز یہ سب کام حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شریعت میں حرام، حرام اور حرام ہیں اور یہ ایک دوسرے پر مزید اندھیرے ہیں۔ (ت)
الحاصل حرمت ایں فاحشہ شنیعہ از ضروریات دین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تا آنکہ ہر کہ او راحلال داند بالقطع والیقین کافر شود، والعیاذ باللہ تعالٰی ودیگر لہو ہائے نامشروعہ را سائل تفصیل نہ کرد بعضے از لہو ہائے ممنوعہ کبیرہ باشد، وبعضے صغیرہ کہ باصرار کبیرہ شود، وعلی الاجمال در حدیث مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم آمدہ است	خلاصہ یہ ہے کہ اس برے اور بے حیائی کے کام کی حرمت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین میں واضح ہے۔ یہاں تک کہ جو کوئی اس کو حلال جانے وہ قطعی اور یقینی طور پر کافر ہو جائیگا اللہ تعالٰی کی پناہ، اور دوسرے ناجائز کھیلوں کی سائل نے کوئی تفصیل ذکر نہیں کی لیکن ان میں سے بعض ممنوع اور گناہ کبیرہ ہیں اور بعض گناہ صغیرہ کے زمرے میں آتے ہیں۔

[45] القرآن الکریم ۲۴/ ۴۰

کل شیئ یلھو بہ الرجل باطل الارمیہ بقوسہ وتادیبہ فرسہ وملاعبتہ بامرأتہ فانھن من الحق [46] یعنی ہمہ بازی ہا باطل است مگر تیراندازی واسپ تازی وبازن خود بازی کہ اینہا از حق است رواہ احمد والدارمی وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن عقبۃ بن عامر والحاکم فی المستدرك عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الاوسط عن امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنھم۔ وخود مومن را ایں حدیث عام وتام وجامع ونافع بسند است کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود الدنیا ملعونۃ وملعون مافیھا الاماکان منھا للہ عزوجل یعنی بر دنیا نفرین وبر ہر چہ درآن است نفرین مگرآں چہ ازاں برائے خدائے عزوجل باشد، رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ [47]۔ والضیاء فی المختارۃ عن جابر	مگر بار بار کرنے سے وہ بھی کبیرہ ہوجائیں گے، اجمالی طریقہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد میں سے ایک ارشاد یوں ہے کہ جس کھیل میں بھی آدمی مشغول ہو وہ ناجائز ہے مگر تین قسم کے کھیل جائز ہیں: (۱) کمان سے تیر اندازی کرنا (۲) اپنے گھوڑے کو جہاد کے لئے تیار کرنا (۳) اپنی منکوحہ یعنی بیوی سے کھیلنا۔ امام احمد، دارمی۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عقبہ بن عامر کے حوالے سے یہ حدیث روایت کی ہے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت ابوہریرہ سے اور طبرانی نے اوسط میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق سے اسے روایت کیا ہے (اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہو) خود مرد مومن کے لئے یہ حدیث عام، تام اور یقینی حیثیت کی وجہ سے کافی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ تعالٰی بزرگ وبرتر کی یاد کے سند حسن کے ساتھ اس حدیث کو ابونعیم نے الحلیہ میں ضیاء مقدسی نے

[46] جامع الترمذی ابواب فضائل الجہاد باب ماجاء فی فضل الرمی الخ امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۹۷، سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد باب الرمی فی سبیل اللہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۰۷، سنن الدارمی کتاب الجہاد باب فی فضل الرمی حدیث ۲۴۱۰ دارالمحاسن للطباعۃ قاہرۃ ۲/ ۱۲۴، مسند احمد بن حنبل عن عقبہ بن عامر المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۴۴ و ۱۴۸

[47] حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۲۳۰ محمد بن المنکدر دارالکتاب العربی بیروت ۳/ ۱۵۷ و ۹۰/۷

بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند حسن۔	المختارہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔
درحدیث دیگر فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: الدنیا ملعونۃ ملعون مافیھا الا ماابتغی بہ وجہ اللہ تعالٰی یعنی بردنیا لعنت وبرہرچہ درآں ست لعنت جز آنچہ باو رضائے خدا خواستہ شود، رواہ الطبرانی[48] فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ باسناد حسن۔	اور ایک دوسری حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے بجز اس کے کہ جس میں اللہ تعالٰی کی رضا جوئی مقصود و مطلوب ہو، امام طبرانی نے "الکبیر" میں اچھی سند کے ساتھ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔
درحدیث آخر ست کہ فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: الدنیا ملعونۃ ملعون مافیھا الاذکر اللہ وما والاہ وعالما اومتعلما یعنی دنیا ملعونہ است وہرچہ درواست ہمہ ملعونہ جز یاد خدا تعالٰی آنچہ پسندیدہ اوست وعالمے یا علم آموزے، روہ ابن ماجہ[49] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے یہ ارشاد مروی ہے کہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب قابل لعنت ہے سوائے اللہ تعالٰی کی یاد اور اس چیز کے جسے اس نے پسند فرمایا، عالم اور علم حاصل کرنے والا ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔
ودر حدیث آخرست کہ فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: الدنیا ملعونۃ ملعون مافیھا الا امرا بمعروف اونھیا عن منکر اوذکر اللہ یعنی دنیا ملعونہ وہر چیز دنیا ملعونہ جز بہ نیکی فرمودن وازبدی باز داشتن	اور ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے مگر بھلائی کرنے کا حکم دینا اور برے کام سے روکنا اور اللہ تعالٰی کی یاد اس سے مستثنٰی ہیں

[48] مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الکبیر کتاب الزہد باب فی الرباء دارلکتاب بیروت ۱۰/ ۲۲۲

[49] سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب مثل الدنیا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۱۲ و ۳۱۳

و یاد خدائے تعالٰی جل جلالہ رواہ البزار[50] عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ وعند الطبرانی فی الاوسط[51] کحدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ و نماز پس فاسق بکراہت شدیدہ مکروہ است کما فی الغنیۃ[52] وغیرھا وقد فصلناہ فی رسالتنا النھی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید۔ و قلیان کشیدن اگر بعقل و حواس فتور آورد چنانکہ وقت افطار رمضان معمول جہال ہندوستان است، خو د حرام است لحدیث ام سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن کل مُسْکِرٍ و مفتر رواہ احمد وابوداؤد[53] بسند صحیح ورنہ اگر تعاھد نکنند ورائحہ کریہہ آرد، مکروہ تنزیہی وخلاف اولٰی باشد آنچنانکہ	(یہ تینوں کام قابل تحسین ہیں) محدث بزار نے اس کو حضرت عبداللہ ابن مسعود (اللہ تعالٰی ان سے راضی ہو) سے روایت کیا ہے۔ اور امام طبرانی نے ان سے الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث کی طرح روایت کیا ہے۔ رہی یہ بات کہ نماز کا کیا حکم ہے تو واضح ہو کہ فاسق کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے جیسا کہ الغنیہ وغیرہ میں مذکور ہے ہم نے اس مسئلہ کو اپنے رسالہ النھی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ رہا حقہ نوشی کا تمبا کو نوشی کا مسئلہ، تو اگر وہ عقل اور حواس میں فتور پیدا کرے جیسا کہ رمضان شریف میں افطار کے وقت ہندوستان کے جاہلوں کا معمول ہے تو یہ بطور خود حرام ہے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ایک حدیث کی وجہ سے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نشہ اور فتور پیدا کرنے والی چیز کا استعمال ممنوع ہے۔ امام احمد اور ابو داؤد نے سند صحیح کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے ورنہ اگر اسے معمول نہ بنائیں لیکن قابل نفرت

[50] الجامع الصغیر بحوالہ البزار عن ابن مسعود حدیث ۴۲۸۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۶۰

[51] المعجم الاوسط حدیث ۴۰۸۴ مکتبۃ المعارف ریاض ۵/ ۴۹

[52] غنیۃ المستملی فصل فی الامامۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

[53] سنن ابی داؤد کتاب الاشربہ باب ماجاء فی السکر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۶۳، مسند احمد بن حنبل عن ام سلمہ المکتبہ الاسلامی بیروت ۶/ ۳۰۹

سیر و پیاز خام، واگرازیں ہم خالی است مباح است، کما حققه المولوی عبدالغنی النابلسی فی الحدیقة وغیرہا وقد فصلنا القول فی فتاوٰنا. وَاللہ سُبْحٰنَه وتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُه جَلَّ مَجْدُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ۔	بدبو پیدا ہو جائے تو مکروہ تنزیہہ اور خلاف اولٰی ہے جیسے کچا لہسن اور پیاز استعمال کرنا اور اگر اس سے بھی خالی ہو یعنی بدبو وغیرہ نہ ہو تو مباح ہے جیسا کہ مولانا عبدالغنی نابلسی نے حدیقہ ندیہ وغیرہ میں اس کی تحقیق فرمائی ہے اور ہم نے اپنے فتاوٰی میں اس قول کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالٰی پاک وبرتر سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے اور اس عظیم شان والے کا علم بڑا کامل اور محکم ہے۔

مسئلہ ۹۵: از کوہ سباتھو، آکسفورڈ رجمنٹ مرسلہ امداد علی صاحب رجمنٹ اسکوتوالی ۲۸ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ

عالم علوم ظاہری و باطنی دام فیوضکم۔ تسلیم بصد تعظیم، جناب عالی! یہاں ایک امر میں دو فریق برسرِ جنگ ہیں، وہ یہ ہے کہ بوقت نکاح زید کو خوشبو لگانا اور پھولوں کا گلے میں ڈالنا مسنون ہے یا ممنوع، یہاں ایک مولوی کاشمیری پھولوں کا گلے میں ڈالنا ناجائز فرماتے ہیں اور بہت زور دیتے ہیں، لہٰذا امیدوار کو جناب از راہ شفقت بزرگانہ جو بات حق ہو جواب سے مشرف فرمائیں۔

الجواب:

خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ پسند بارگاہ رسالت ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وبارک وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حُبِّبَ اِلَیَّ من دنیاکم النساء والطیب وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ رواہ الامام احمد[54] والنسائی و الحاکم والبیہقی عن انس رضی اللہ	یعنی تمھاری دنیا میں سے دو چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈالی گئی، نکاح اور خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی (امام احمد، نسائی، حاکم اور بیہقی نے سند جید کے ساتھ حضرت

[54] سنن النسائی کتاب عشرۃ النساء حب النساء نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۹۳، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۲۸

تعالٰی عنہ بسند جید۔	انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے اس کو روایت کیا ہے۔ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من عُرِضَ علیہ ریحان فلا یردہ فانہ خفیف المحمل طیب الریح۔رواہ مسلم [55] وابوداؤد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	یعنی جس کے سامنے خوشبو نبات پھول پتی وغیرہ پیش کی جائے تو اسے رد نہ کرے کہ اس کا بوجھ ہلکا اور بو اچھی ہے(بوجھ ہلکا یہ کہ پیش کرنے والے پر مشقت نہیں کوئی بھاری احسان نہیں) (امام مسلم اور امام ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ت)

اور فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اربع من سنن المرسلین الختان والتعطر والنکاح والسواک،رواہ الامام احمد والترمذی [56] والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔قال الترمذی ھذا حدیث حسن غریب صحیح۔	یعنی چار باتیں انبیائے مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں میں سے ہیں:ختنہ کرنا اور خوشبو لگانا اور نکاح اور مسواک (امام احمد،ترمذی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے اسے روایت فرمایا اور امام ترمذی نے فرمایا حدیث حسن غریب صحیح ہے۔(ت)

بخاری شریف میں ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان لایرد الطیب	یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خوشبو کی چیز رد نہ فرماتے تھے

[55] صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب باب استعمال المسك الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۹،سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی رد الطیب آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۹

[56] جامع الترمذی ابواب النکاح امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۲۸،شعب الایمان حدیث ۷۷۱۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۳۷

رواہ ھوالامام احمد [57] والترمذی و النسائی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	(بخاری، امام احمد، ترمذی اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ت)

ہار کہ گلے میں پہنیں ان میں پھولوں سے اسی قدر زائد ہے کہ ایک ڈورے میں پرولیا ہے اور گلے میں ڈالناوہی خوشبو سے فائدہ لینا ہے اور اپنے جلیس آدمیوں اور فرشتوں کو فرحت پہنچانا ہے کہ کسی برتن میں رکھیں تو اس کا ساتھ لئے پھرنا دقت سے خالی نہیں اور ہاتھ میں لئے رہیں تو ہاتھ بھی رکے اور پھول بھی جلد کملا جائیں۔ تو اس قدر سے ممانعت وحرمت وناجوازی کس طرف سے آگئی۔ امام ابن امیر الحاج محمد محمد محمد حلبی حلیہ میں احادیث متعدد ذکر کرکے فرماتے ہیں:

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ دخل مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی امرأۃ و بین یدیھا نوی او حصی تسبح بہ فقال الا اخبرك بما ھو ایسر علیك من ھذا او افضل فقال سبحان اللہ عدد ماخلق اللہ فی السماء وسبحان اللہ عدد ما خلق اللہ فی الارض، وسبحان اللہ عدد مابین ذٰلک، وسبحان اللہ عدد ماھو خالق واللہ اکبر مثل ذٰلك لا الٰہ مثل ذٰلك ولاحول ولا قوۃ الا باللہ	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی معیت میں ایک عورت کے پاس گئے اس کے آگے گٹھلیاں اور کنکریاں پڑی ہوئی تھیں کہ جن پر وہ تسبیح پڑھتی تھی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمھیں وہ طریقہ عمل نہ بتادوں جو اس سے زیادہ آسان اور زیادہ بہتر ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: پاک ہے اللہ تعالٰی اس تعداد کے مطابق جو اس نے آسمان میں پیدا فرمائی، اللہ تعالٰی پاک ہے اس تعداد کے مطابق جو اس نے زمین میں پیدا فرمائی، اور اللہ تعالٰی پاک ہے اس تعداد کے مطابق جو ان دونوں کے درمیان ہے اللہ تعالٰی پاک ہے اس تعداد کے مطابق جس کا

[57] صحیح البخاری کتاب الھبہ باب مالا یرد من الھدیۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۵۱، صحیح البخاری کتاب اللباس باب من لم یرد الطیب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۷۸، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۳۳و۲۶۱

مثل ذٰلک۔رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح الاسناد فلم ینھاعن ذٰلك وانما ارشدھا الی ماھو ایسر وافضل ولو کان مکروھا لبین لھا ذلك ثم ھذہ الاحادیث مما تشھد بجواز اتخاذ السبحۃ المعروفۃ لاحصاء عدد التسبیح وغیرہ من الاذکار من غیران یتوقف علی ورود شیئ خاص فیھا بعینھا بل حدیث سعد ھذا کالنص فی ذٰلك اذ لا تزید السبحۃ علی مضمونہ بضم النوی و نحرہ فی خیط ومثل ذٰلك لایظھر تاثیرہ فی المنع فلا جرم ان نقل اتخاذ ھا والعمل بھا عن جماعۃ من السادۃ الاخیار۔واللہ سبحانہ الموفق [58]۔	وہ پیدا کرنے والا ہے۔(اور اللہ اسی کے مطابق سب سے بڑا ہے) اللہ اکبر اسی کے مطابق ہے لا الہ الا اللہ اسی کے مطابق ہے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ اسی کے مطابق ہے(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اسی کے مطابق گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت کسی میں نہیں سوائے اللہ تعالٰی کی توفیق کے) ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحاح میں اور حاکم نے اسے روایت کیا اور فرمایا اس کی اسناد صحیح ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عورت مذکورہ کو مذکورہ طریق سے تسبیح کرتا دیکھ کر اسے منع نہیں فرمایا بلکہ زیادہ آسان اور افضل طریقہ کی رہنمائی فرمائی، اگر آپ کو اس کا طریقہ پسند نہ ہوتا تو اس کو منع فرمادیتے، یہ احادیث مروجہ تسبیح کے جواز پر دلالت کرتی اور شہادت دیتی ہیں، یہ تسبیح اعداد وشمار اذکار کے لئے بنائی جاتی ہے البتہ اور اورادووظائف کا پڑھنا محض اسی پر موقوف نہیں، حضرت سعد کی حدیث اس کے جواز کے سلسلے میں نص کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ تسبیح مروجہ میں صرف یہی چیز زائد ہے کہ گٹھلیاں کسی دھاگے میں پروکر مطلوبہ تعداد کے مطابق اسے تیار کرلیا جاتا ہے اور اس نوعیت کے اضافہ میں کوئی تاثیر منع ظاہر نہیں ہوتی۔ بلا شبہہ تسبیح بنانا اور اس کے ذریعے ذکر واذکار کا شغل رکھنا (ایک اچھا عمل ہے) اور عمدہ اکابرین امت کے ایک بڑے گروہ سے منقول ہے اور اللہ تعالٰی پاک ہے اور بندوں کو امور خیر کی توفیق دیتا ہے(ت)

جو اسے ناجائز کہتا ہے وہ شریعت مطہرہ پر افتراء کرتا ہے اگر سچا ہے تو بتائے کہ

[58] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

اللہ تعالیٰ ورسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے کہاں منع فرمایا ہے۔اور جب اللہ ورسول نے منع نہ فرمایا تو پھر دوسرا اپنی طرف سے منع کرنے والا کون؟ جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۶:از شاہجہانپور محلّہ خلیل مرسلہ مولوی ریاست علی خاں صاحب واز رامپور خانقاہ مولینا ارشاد حسین مرسلہ مولوی سلامت اللہ صاحب غرہ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ

ماقولکم ایھا العلماء الکرام رحمکم اللہ فی ھذا المرام ان ضرب الدف و البنادیق فی العرس لغرض اعلان النکاح اوفخریۃ ھل یجوز عند الشرع ام ،لا۔ بینوا بمسند الکتاب توجروا یوم الحساب۔	اے علماء کرام اللہ تعالیٰ تم پر رحم وکرم فرمائے،اس مسئلہ میں تم کیا فرماتے ہو کہ شادی میں اعلان نکاح کی غرض سے دف بجانا جائز ہے یا نہیں؟ اور بندوقوں سے ہوائی فائرنگ کرنا خواہ اعلان نکاح کے لئے ہو یا فخریہ طور پر ہو کیسا ہے؟ کتاب وسنت کے حوالے سے بیان فرماؤ تاکہ بروز حساب اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب پاؤ۔(ت)

خلاصۃ جواب المولوی ریاست علی خان

یجوز ضرب الدف بلا جلاجل و البنادیق بغرض اعلان النکاح ولا یجوز فخریۃ ولا تطربا فی الحدیث اضربوا علیہ الدفوف وضرب المدفع یجوز لاعلان افطار الصوم ولزوم الصوم واختتام وقت سحری و وقت نصف النہار وغیرھا کما ھو معتاد مروج فی اکثر بلاد الاسلام خصوصاً	اعلان نکاح کی غرض سے دف بجانا جائز ہے جبکہ اس کی آواز گھنگرو اور گھنٹی کی جھنکار کے ساتھ نہ ہو یا اس کے مشابہ نہ ہو، اسی طرح ہوائی فائرنگ بھی جائز ہے مگر فخر وغرر کے طور پر جائز نہیں،چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ نکاح کی تشہیر کے لئے دف بجایا کرو روزہ کے وقت کے آغاز کا اعلان کرنے کے لئے سحری کے وقت،روزہ افطاری کے وقت اور دوپہر وغیرہ کے وقت توپ کا گولہ چھوڑنا جائز ہے جیسا کہ اکثر اسلامی ممالک اور مدائن

فی مکۃ المعظمۃ فعلی ھذا ای تأمل فی جواز ضرب البنادیق لغرض اعلان النکاح لانہ مأمور باعلان عن لسان صاحب الشرع و فی ردالمحتار ان المدفع یفید غلبۃ الظن وان کان ضاربہ فاسقا لان العادۃ ان الموقت یذھب الی دارالحکم اٰخر النھار فیعین لہ وقت ضربہ فیغلب بھذہ القرائن عدم الخفاء وعدم قصد الافساد والا لزم تأثیم الناس[59] وایضاً فیہ والظاھر انہ یلزم اھل القری الصوم بسماع المدافع من المصر لانہ علامۃ ظاھرۃ تفید غلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل[60] فثبت ان ضرب المدافع مروج مشروع، وایضاً فی ردالمحتار الۃ اللھو لیست محرمۃ لعینھا بل لقصد اللھو منھا امامن	میں معمول ہے بالخصوص مکہ مکرمہ میں یہ طریقہ رائج ہے پس اس بناء پر تشہیر نکاح کے لئے فائرنگ وغیرہ کے جواز کے بارے میں کیا اشکال ہوسکتا ہے(یعنی یہ بلا شبہہ جائز ہے۔(مترجم) کیونکہ صاحب شرع کی زبان سے اس کے اعلان کا حکم ہے، فتاوٰی شامی میں ہے توپ کا گولہ مفید غلبہ ظن ہے اگرچہ توپ چلانے والا فاسق ہو اس لئے عادۃً اس کام پر مقرر آدمی دن کے آخری حصے میں دار قضا کی طرف جاتا ہے پھر اس کے لئے چھوڑنے کا وقت مقرر کیا جاتاہے لہذا ان قرائن کی وجہ سے غلطی کا ارتکاب نہ ہونے اور فساد پھیلانے کا ارادہ نہ ہونے کا غالب گمان ہوتا ہے ورنہ لوگوں کا گناہگار ہونا لازم آئے گا،اور اسی میں یہ بھی مذکور ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ دیہات والے اگر شہر کی طرف سے توپ کے گولے کی آواز (بطور اعلان شہادت رؤیت چاند) سنیں تو ان پر روزہ رکھنا لازم ہوجائے گا اس لئے کہ یہ ایک ظاہری علامت ہے جو غلبہ ظن کا فائدہ دیتی ہے اور غلبہ ظن ایک ایسی دلیل ہے جو عمل کرنا واجب کردیتی ہے لہذا ثابت ہوا کہ اس مقصد کے لئے توپیں چلانا مباح اور جائز ہے نیز فتاوٰی شامی میں ہے کہ کھیل کودکے

[59] ردالمحتار کتاب الصوم باب مایفسد الصوم داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۰۶

[60] ردالمحتار کتاب الصوم باب مایفسد الصوم داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۹۱

سامعھا اومن المشتغل بھا [61] اھ **قلت** وحرمۃ الاٰت اللھو لقصد اللھو فی غیر العِرسِ واما فی العرس فاللھو مباح من حدیث عائشہ زفت امرأۃ الی رجل من الانصار فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ماکان معکم لھو فان الانصار لیعجبھم اللھو رواہ البخاری [62] وھذا علی تسلیم ان البنادیق من الاٰت اللھو والا فلا شناعۃ فیھا من قبل، واللہ سبحانہ اعلم۔	آلات فی نفسہ حرام نہیں بلکہ کھیل تماشے کے ارادے سے ان کا استعمال کرنا حرام ہے خواہ "قصد لہو" سامع کی طرف سے ہو یا انھیں استعمال کرنے اور ان سے شغل رکھنے والے کی طرف سے ہو اھ، **میں کہتاہوں** آلات لہو کی حرمت۔ لہو ولعب کے قصد سے موقع شادی کے علاوہ ہے۔ جہاں تک شادی کا تعلق ہے تو ان کا استعمال حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی وجہ سے مباح ہے، چنانچہ ام المومنین نے ارشاد فرمایا کہ ایک عورت کو (تیار کرکے) ایک انصاری کے پاس بھیجا گیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس موقع پر ارشاد فرمایا: کیا تمھارے پاس کھیل کود کاسامان نہیں تھا کیونکہ انصار کو کھیل کود سے خوشی ہوتی ہے، امام بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور یہ اس بناء پر ہے کہ اگر یہ تسلیم کرلیں کہ بندوقوں سے فائرنگ وغیرہ "آلات لہو" میں شامل ہے ورنہ اس سے پہلے ان میں کوئی قباحت نہیں، اور اللہ تعالٰی پاک سب کچھ اچھی طرح جاننے والا ہے (جواب مولوی ریاست علی خان مکمل ہوگیا ہے)

خلاصہ جواب الشاہ سلامت اللہ فی تائیدہ

لاریب فی جواز ضرب الدف لاعلان النکاح بل فی سنتہ فی الفتاوی الغیاثیۃ ضرب الدف فی النکاح اعلان وتشھیرا سنۃ ویجب ان یکون بلاسنجات وجلاجل [63] اھ	اعلان نکاح کے لئے دف بجانا کے جواز بلکہ اس کے سنت ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ فتاوٰی غیاثیہ میں ہے: نکاح کے موقعہ پر دف اس کے اعلان اور تشہیر کے لئے سنت ہے اور ضروری ہے کہ دف کی آواز گھنگرو ٹلیوں

[61] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳

[62] صحیح البخاری کتاب النکاح باب النسوۃ اللاتی تھدین المرأۃ الی زوجھا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۷۵

[63] فتاوٰی غیاثیہ کتاب الاستحسان الفصل الرابع مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص۱۰۹

وکذا الطبل قال المحقق العینی والطبل انما کان منھیا اذا کان للھو اما لغیرہ فلا بأس کطبل الغزاۃ و العرس [64] وقد صح ضرب الدف لیلۃ العرس وفی الاعیاد عند النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واکد ذلك بما رواہ احمد و الترمذی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فصل مابین الحلال والحرام الصوت والدف فی النکاح [65] وبما رواہ النسائی عن عامر بن سعد قال دخلت علی قرظۃ وابی مسعود الانصاری فی عرس واذا جوار یغنین فقلت انتما صاحبا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ومن اھل بدر یفعل ھذا عندکم فقال اجلس ان شئت فاسمع معنا وان شئت اذھب رخص لنا	کے مشابہ زور دار نہ ہو اھ۔اور طبلہ بھی اسی طرح ہے محقق عینی نے فرمایا: طبلہ اس وقت منع ہے جب لہو ولعب کے لئے ہو اگر اس مقصد کے لئے نہ ہو تو کوئی حرج نہیں جیسے اگر اعلان جہاد کے لئے یا شادی وغیرہ کے موقع پر اس کا استعمال اور شادی والی رات دف بجانا جائز ہے اور عید کے مواقع پر حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے روبرو دف بجائی گئی اور اس کی تاکید کی گئی اس حدیث سے جو امام احمد اور امام ترمذی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کی آپ نے ارشاد فرمایا حلال اور حرام میں فرق نکاح میں دف بجانے اور گیت گانے سے ہے،اور وہ حدیث جس کو امام نسائی نے عامر بن سعد سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا میں ایک شادی میں قرظہ اور ابو مسعود انصاری کے ہاں گیا وہاں چند بچیاں گیت گارہی تھیں میں نے(یہ منظر دیکھ کر) کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اے بدری ساتھیو! تمھارے ہاں یہ کام ہورہا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ اگر مرضی ہو تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر تم بھی سنو اور اگر مرضی نہیں ہے تو یہاں سے چلے جاؤ(اور ہمیں نہ ٹوکو) کیونکہ

[64]

[65] جامع الترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی اعلان النکاح امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۲۹، مسند احمد بن حنبل حدیث محمد بن حاطب رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۱۸ و ۴/ ۲۵۹

فی اللھو عند العرس [66]۔وفی خزانۃ المفتین لا بأس بان یکون لیلۃ العرس دف یضرب للشھرۃ و اعلان النکاح۔وقال الفقیۃ ابو اللیث ھذا اذالم یکن علیہ جلاجل اما اذا کان فیکرہ کذا فی الظھیریۃ [67]**اقول:** اطلاق الاحادیث ینادی بجوازہ مع الجلاجل ایضاً ولعل القول بالکراہۃ لعلۃ اخری وقد ظھر من کلام المحقق العینی ان دف العرس وطبلہ لیسا داخلین فی اللھو ولو کانا جاز ایضاً فی النکاح بنص الحدیث کما افادہ الفاضل المجیب وقد منا التصریح بذٰلك فی روایۃ النسائی وکذا لاشبھۃ فی جواز ضرب البنادیق والمدافع فی العرس وامثالہ۔	ہمیں شادیوں کے مواقع پر کھیل کود کی رخصت دی گئی ہے۔ اور خزانۃ المفتین میں ہے کہ شادی والی رات اعلان نکاح اور شہرت کے لئے اگر دف بجائی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، فقیہ ابواللیث نے فرمایا کہ یہ جواز اس وقت ہے یا اس صورت میں ہے کہ جب دف کی آواز گھنٹی کی جھنکار جیسی ہو لیکن وہ آواز اگر گھنٹی کے مشابہ اور جھنکار والی ہو تو اس کے استعمال (یعنی دف بجانا) مکروہ ہے، یونہی فتاوٰی ظہیریہ میں بھی ہے اھ۔ میں کہتا ہوں کہ حدیثوں کا علی الاطلاق وارد ہونا اس بات کا اعلان کررہا ہے کہ "جلاجل" گھنٹی کی جھنکار جیسی آواز ہونے کے باوجود اس کا استعمال جائز ہے اور کراہت والا قول شاید کسی دوسری وجہ سے ہو نیز محقق عینی کے کلام سے ظاہر ہوا کہ شادی میں دف اور طبلہ بجانا لہو میں شمار نہیں ہوتا اور اگر شمار ہو بھی تو نص حدیث کی وجہ سے ان کا استعمال جائز ہے اور کراہت والا قول شاید کسی دوسری وجہ سے ہو، نیز محقق عینی کے کلام سے ظاہر ہوا کہ شادی میں دف اور طبلہ بجانا لہو میں شمار نہیں ہوتا اور اگر شمار ہو بھی تو نص حدیث کی وجہ سے ان کا استعمال جائز ہے جیسا کہ فاضل مجیب نے افادہ پیش کیا ہے اور روایت نسائی کے حوالہ سے ہم نے اس کی تصریح قبل ازیں

[66] سنن النسائی کتاب النکاح اللھو والغناء عند العرس نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۹۲
[67] خزانہ المفتین کتاب الکراھیۃ قلمی نسخہ ۲/ ۲۱۱

	کردی ہے اور اسی طرح شادی وغیرہ میں بندوقوں سے فائرنگ کرنے اور توپ سے گولہ باری کرنے کے جواز میں بھی کوئی شبہہ نہیں۔

الجواب:

اللھم لك الحمد والیك الصمد صل علی حبیبك النور مانح السرور وعلی اله وصحبه الی یوم النشور ضرب الدف لاعلان النکاح واظهار السرور فی مستحبات الافراح جائز ومباح مافیه جناح بل مندوب ومطلوب بالقصد المحبوب لکن یکرہ للرجال بکل حال وانما جواز للنساء علی ماقاله فحول العلماء وانماینبغی لنحو الجواری من الاماء والذراری دون السردات ذوات الھیأت۔فی الدر المختار جاز ضرب الدف فیه [68]اھ یرید العرس قال فی ردالمحتار جواز ضرب الدف فیه خاص بالنساء کما فی البحر عن المعراج بعد ذکرہ انه مباح فی النکاح ومافی معناہ من حادث سرور قال وھو مکروہ للرجال علی	اے اللہ ! تیرے ہی لئے سب تعریف ہے اور تیری ہی طرف بندوں کا قصد ہے اور اپنے مبارک حبیب پر رحمت بھیج جو خوشی عطا کرنیوالے شر انگیز کاموں سے روکنے والے اور قیامت کے دن تک ان کی آل اور ساتھیوں پر نزول رحمت ہو۔ہاں اعلان نکاح اور اظہار خوشی کے لئے مستحب مواقع میں دف بجانا جائز اور مباح ہے بلکہ اچھے ارادے سے مندوب ومطلوب ہے لیکن مردوں کے لئے ناپسندیدہ ہے البتہ عورتوں کے لئے جائز ہے جیسا کہ اکابر علماء نے ارشاد فرمایا۔اسی طرح چھوٹی بچیوں کے لئے خواہ آزاد ہوں یا لونڈیاں دف بجانا جائز ہے نہ کہ ان معزز شکل وشباہت رکھنے والی خواتین کے لئے۔چنانچہ درمختار میں ہے۔شادیوں میں دف بجانا جائز ہے۔علامہ شامی نے اپنے فتاوٰی میں لکھا ہے کہ شادیوں میں دف بجانا عورتوں کے ساتھ خاص ہے اس لئے کہ البحرالرائق میں معراج الدرایہ کے حوالے سے منقول ہے کہ اس مسئلہ کے ذکر کرنے کے بعد کہ نکاح اور اس جیسی خوشی کے موقع پر اگرچہ دف بجانا مباح ہے

[68] الدرالمختار کتاب الشھادت باب قبول الشھادۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۹۶

کل حال للتشبہ بالنساء [69] اھ،واخرج ابن حبان فی صحیحہ عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا قالت کانت عندی جاریۃ من الانصار زوجتھا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا عائشہ الا تغنین فان ھذا الحی من الانصار یحبون الغناء [70]، قالت القاری قال التورپشتی یحتمل ان یکون علی خطاب الغیبۃ بجماعۃ النساء والمراد منھن من تبعھا فی ذٰلك من الاماء والسفلۃ فان الحرائر لیستنکفن من ذٰلك وان یکون علی خطاب الحضور لھن ویکون من اضافۃ الفعل الی الاٰمر بہ والاٰذن فیہ قلت ویؤیدہ الروایۃ الاتیہ ارسلتم معھا من تغنی الخ [71] اما	لیکن ہر حال میں مردوں کے لئے مکروہ ہے کیونکہ اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے اھ۔چنانچہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حوالے سے تخریج فرمائی مائی صاحبہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس قبیلہ انصار کی ایک بچی تھی میں نے اپنی نگرانی میں اس کی شادی کرائی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم گاتی نہیں ہو کیونکہ انصار تو گانے کو پسند کرتے ہیں۔ملا علی قاری نے فرمایا کہ محدث تورپشتی نے کہا یہاں اس لفظ "تغنین" میں احتمال ہے کہ غیبت کے طریقے پر عورتوں کی جماعت سے خطاب ہو اور ان سے وہ باندیاں اور معمولی عورتیں مراد ہوں جو اس بچی کے ساتھ بارات میں گئیں اس لئے کہ آزاد عورتیں اس کام سے نفرت کرتی تھیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ لفظ صیغہ حاضر کے طریقہ پر ہو جس کی مخاطب عورتیں ہوں اور فعل کی اضافت آمر اور اجازت دینے والے کی طرف ہو،میں کہتا ہوں کہ آئندہ کی روایت اس کی تائید کرتی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں کیا تم نے دلھن کے ساتھ کسی گوّیا عورت کو بھیجا ہے؟

[69] ردالمحتار کتاب الشھادات باب قبول الشھادۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۸۲

[70] موارد الظمان زوائد ابن حبان باب الغناء واللعب فی العرس حدیث ۲۰۲۱ المطبعۃ السلفیہ ص۴۹۴،مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ ابن حبان فی صحیحہ کتاب النکاح باب اعلان النکاح مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۷۲

[71] مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۱۴

الجلاجل فمن اللهو الباطل و النهی عنها مشهور وفی زبر الصدور مزبور وذٰلك لما فیها من التطریب وقد کرهوا ضرب الساذج علی هیئة الطرب فکیف بما به فی نفسه معیب وقد قدم الفاضل المجیب عن العلامة الشامی عن الفتاوی السراجیة ان هذا ای جواز ضرب الدف فی العرس اذا لم تکن له جلاجل ولم یضرب علی هیئة التطرب[72] اھ ولم یثبت وجودها فی الدفوف فی زمن الحدیث والرسالة بل هو لهو حدیث اخترعه بعده اهل اللعب والبطالة فی المرقاة شرح المشکوٰة (فجعلت جویر یات لنا) بالتصغیر قیل المراد بهن بنات الانصار لا المملوکات (یضربن بالدف) قیل تلك البنات لم یکن بالغات حد الشهوة وکان دفهن غیر مصحوب بالجلاجل. قال اکمل الدین المراد به	رہا یہ کہ دف کی آواز گھنگرو اور گھنٹی کی جھنکار کی طرح ہو تو یہ لہو باطل میں شمار ہے اور اس سے ممانعت مشہور ہے چنانچہ یہ سینوں کی تختیوں پر لکھا ہوا ہے اس لئے کہ اس میں خوش آوازی اور سریلا پن ہے۔ حالانکہ فقہائے کرام نے کسی سادہ چیز کو گانے کی شکل اور ہیئت پر بجانے کو مکروہ قرار دیا ہے پھر اس کا کیا کہنا جو بذاتہٖ عیب دار ہو، چنانچہ فاضل مجیب علامہ شامی سے بحوالہ فتاوٰی سراجیہ پہلے نقل کیا ہے کہ شادی میں دف بجانے کا جواز اس شرط سے مشروط ہے کہ اس میں ٹن ٹن کی آواز نہ ہو اور وہ گانے کی ہیت پر بھی نہ بجایا جائے اور حدیث اور رسالت کے زمانے میں دف کے لئے ٹن ٹن کی سریلی آواز نہ تھی بلکہ یہ کھیل تماشے کی باتیں زمانہ رسالت کے بعد ارباب باطل نے ایجاد واختراع کرلیں چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ ہمارے ہاں چند چھوٹی بچیاں تھیں جو دف بجارہی تھیں، یہاں حدیث میں لفظ جویریات ہے جو جویریہ کی جمع اور صیغہ تصغیر ہے کہا گیا کہ ان سے انصار کی چھوٹی بچیاں مراد ہیں لہٰذا باندیاں مراد نہیں، اور یہ بھی کہا گیا کہ مکمل جوان نہ تھیں اور ان کی دف کی آواز سریلی اور ٹن ٹن والی نہ تھی، چنانچہ علامہ اکمل الدین نے فرمایا ان کی دف سے زمانہ متقدمین

[72] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳

الدف الذی کان فی زمن المتقدمین واما ماعلیه الجلاجل فینبغی ان یکون مکروھا بالاتفاق [73]اھ ملخصًاولا یذھبن عنك ان اللھو حقیقته حرام کلھا دقھا وجلتھا اما ماابیح فی العرس ونحوہ من ضرب الدف وانشاد الاشعار المباحة به القصد المباح اوالمندوب لاللتلھی واللعب المعیوب فانما سمی لھوا صورۃ کماسمیت السنن الثلث ملاعبة الفرس والمرأۃ والرمی بذٰلك لذٰلك بالضرورۃ فلا منافاۃ بین حدیث قرظة بن کعب وابی مسعود رضی اللہ تعالٰی عنھما وقول المحقق العینی وغیرہ انما کان منھیا اذا کان للھو امالغیرہ فلا باس کطبل الغزاۃ والعرس [74]۔قال فی ردالمحتار نقلا عن الکفایة شرح الھدایة اللھو حرام بالنص قال علیه الصلوٰۃ والسلام لھو المؤمن باطل الا فی ثلث تادیبه فرسه	کی دف مراد ہے۔رہی وہ دف کہ جس کی گھنٹی جیسی آواز اور جھنکار ہو تو وہ بالاتفاق مکروہ ہے(ملخص پورا ہوگیا) یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ درحقیقت ہر لہو حرام ہے خواہ آلات لہو کی آواز باریک ہو یا موٹی،رہی یہ بات کہ شادی وغیرہ کے موقع پر دف بجانا مباح ہے اور مندوب ارادے سے جائز اشعار پڑھنا بشرطیکہ معیوب طریقے پر نہ ہو،توان تمام باتوں کے مباح ہونے کا حکم ہے البتہ اسے صورۃً لہو کہا گیا جیسا کہ تین کاموں کو(یعنی عورت اور گھوڑے سے کھیلنا اور تیز اندازی کرنا)جو درحقیقت سنت ہیں،اسی وجہ سے اس ضرورت کی بناء پر انھیں لہو کا نام دیا گیا لہٰذا قرظہ بن کعب اور ابومسعود بدری رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیث اور محقق عینی وغیرہ کے کلام میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ دف بجانے کا جواز اس صورت میں ہے کہ جب بطور لہو نہ ہو ورنہ منع ہے۔اس کی مثال جیسے غازیوں کا طبلہ اور شادیوں میں دف بجانا ہے۔ علامہ شامی نے کفایہ شرح ہدایہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ نص کی بنیاد پر لہو حرام ہے چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ تین کھیلوں کے علاوہ مسلمان کا ہر کھیل باطل ہے: (۱) گھوڑے

[73] مرقات المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۰۱

[74]

وفی روایۃ ملاعبتہ بفرسہ ورمیہ عن قوسہ وملاعبتہ مع اھلہ [75] اھ قلت رواہ الحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلفظ کل شیئ من لھو الدنیا باطل الاثلثۃ انتضالك بقوسك وتادیبك فرسك وملاعبتك اھلك فانہا من الحق ھذا مختصر وقال صحیح علی شرط مسلم [76]۔ونازعہ الذھبی وصحح ابو حاتم و ابوزرعۃ ارسلہ من طریق محمد بن عجلان عن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی حسین قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فذکرہ فی نصب [77] الرایۃ۔قلت محمد صدوق من رجال مسلم (عبد اللہ ثقۃ عالم	کو ادب سکھانا یعنی جہاد کے لئے تیار کرنا،ایک دوسری روایت میں اس طرح آیا ہے کہ اپنے گھوڑے سے کھیلنا(۲) کمان سے تیر اندازی کرنا(۳)اپنی بیوی سے کھیلنا اھ، میں کہتاہوں کہ امام حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے حدیث مذکور کو ان الفاظ میں روایت کیا ہے: سوائے تین کھیلوں کے دنیا کا ہر کھیل باطل ہے(۱)اپنی کمان سے تیر اندازی کرنا،(۲)اپنے گھوڑے کو شائستگی سکھانا،(۳)اپنی گھر والی یعنی اہلیہ کے ساتھ کھیلنا،یہ تینوں جائز ہیں۔یہ حدیث مختصر ہے۔حاکم نے کہا کہ یہ شرط مسلم کے مطابق صحیح ہے۔علامہ ذہبی نے اس میں نزاع کیا ہے پھر ابوحاتم نے اور ابوزرعہ نے اس کے ارسال کو صحیح قرار دیا ہے جو محمد بن عجلان کے طریقے سے عبداللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی حسین سے مروی ہے چنانچہ اس نے کہا کہ مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا پھر اس نے حدیث مذکور بیان کی،نصب الرایۃ میں یہی کہا گیا ہے۔میں کہتاہوں کہ محمد نامی راوی سچا ہے،مسلم کے رجال میں سے ہے عبداللہ راوی ثقہ اور عالم

[75] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۲

[76] المستدرك للحاکم کتاب الجہاد دارالفکر بیروت ۲/ ۹۵

[77] نصب الرایۃ لاحادیث الھدایۃ کتاب الکراہیۃ فصل فی البیع المکتبۃ الاسلامیہ ریاض ۴/ ۲۷۴

من رجال الستۃ کلاھما من صغار التابعین فالحدیث صحیح علی اصولنا علی ان النسائی روی بسند حسن عن جابر بن عبداللہ وجابر بن عمیر رضی اللہ تعالٰی عنھم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال کل شیئ لیس من ذکر اللہ فھو لھو ولعب الا ان یکون اربعۃ ملاعبۃ الرجل امرأتہ وتادیب الرجل فرسہ و مشی الرجل بین الغرضین وتعلیم الرجل السباحۃ [78] واخرج الطبرانی فی الاوسط عن امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کل لھو یکرہ الا ملاعبۃ الرجل امرأتہ ومشیہ بین الھدفین وتعلیمہ فرسہ [79]۔ فالحدیث صحیح لاشك وکان ھذا ھو مراد الفاضلین الکاملین ذوی الریاسۃ والسلامۃ النفاسۃ والکرامۃ المجیب	ہے، صحاح ستہ کے رجال میں سے ہے دونوں اشخاص مذکور چھوٹے تابعین میں سے ہیں لہٰذا حدیث ہمارے اصول و قواعد کے مطابق صحیح ہے اس کے علاوہ امام نسائی نے اچھی سند کے ساتھ اسے جابر بن عبداللہ اور جابر بن عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہم کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا: "ہر وہ چیز جس میں ذکر الٰہی نہ ہو وہ کھیل اور تماشہ ہے لیکن چار چیزیں اس سے مستثنٰی ہیں (۱) مرد کا اپنی بیوی سے کھیلنا (۲) اپنے گھوڑے کو شائستگی سکھانا (۳) مرد کا دو نشانوں کے درمیان چلنا (۴) تیراکی سیکھنا، امام طبرانی نے "الاوسط" میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ تخریج فرمائی کہ ہر کھیل مکروہ ہے سوائے تین کاموں کے (۱) مرد کا اپنی بیوی سے کھیلنا (۲) تیر اندازی کے دو نشانوں کے درمیان چلنا (۳) اپنے گھوڑے کو سکھانا لہٰذا حدیث بلا شبہہ صحیح ہے اور دو فاضلوں کاملوں کی، شادی کے لہو مباح ہونے سے یہی مراد ہے جو ریاست سلامت نفاست کرامت والے ہیں ایک جواب دینے والا اور دوسرا

[78] کنز العمال بحوالہ ن النسائی عن جابر بن عبداللہ وجابر بن عمیر حدیث ۴۰۶۱۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵/ ۲۱۱

[79] المعجم الاوسط حدیث ۷۱۷۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۸/ ۹۰

والمؤید باباحة اللھوفی العرس،اما ضرب بندقة الرصاص لاعلان النکاح فلا شك ان الاعلان مطلوب فیہ مندوب الیہ فصلا بین النکاح والسفاح الذی یکتم ولا یعلم والمقصود اعلام الاباعد والا قاصی فان الحضور یعلمونہ بالحضور ولذا امر بضرب الدفوف واضطراب الاصوات علی وجہ المعروف فان العلم للقاضی انما یحصل بما ھو متعارف عندھم وقد شملہ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصل مابین الحلال والحرام الصوت والدف فی النکاح[80]، رواہ الائمة احمد والترمذی و النسائی وابن ماجة وابن حبان والحاکم عن محمد بن حاطب الجمحی رضی اللہ تعالٰی حسنہ الترمذی و صححہ ابن حبان والدارقطنی والحاکم وابن طاھر فلم یخص بالدف بل اطلق الصوت	اس کی تائید کرنے والا ہے۔رہی یہ بات کہ قلعی کی رائفل سے نکاح کی تشہیر اور اعلان کرنا تو یہ مطلوب و مندوب ہے تاکہ نکاح اور بدکاری میں امتیاز ہوجائے کیونکہ بدکاری کو چھپایا جاتا ہے بتایا اور ظاہر نہیں کیا جاتا، جبکہ نکاح کی تشہیر کی جاتی ہے کیونکہ اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ انتہائی دور والے لوگ بھی آگاہ ہوجائیں کیونکہ قریب کے لوگ تو قرب وجوار میں ہونے کی وجہ سے اس معاملے کو بخوبی جانتے ہیں اس لئے دف بجانے اور آوازوں کے پھیلانے کا حکم طریقہ معروف کے مطابق دیا گیا ہے تاکہ قاضی کے لئے حصول علم اس کے مطابق ہوجائے جو لوگوں میں متعارف ہے اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد اس کو شامل ہے کہ حلال حرام میں فرق نکاح کے موقع پر اعلان کرنے اور دف بجانے سے ہے۔چنانچہ ائمہ کرام مثلاً احمد، نسائی، ترمذی ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے محمد بن حاطب جمحی کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے امام ترمذی نے اس کی تحسین فرمائی۔ابن حبان، دارقطنی، حاکم اور ابن طاہر نے اس کو صحیح قرار دیا ہے لہٰذا اعلان نکاح کو شارع نے دف بجانے کے ساتھ

[80] جامع الترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی اعلان النکاح امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۲۹، سنن النسائی کتاب النکاح اعلان النکاح بالصوت الخ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۹۰، سنن ابن ماجہ ابواب النکاح اعلان النکاح بالصوت الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۳۸، مسند احمد بن حنبل حدیث محمد بن حاطب رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۱۸و۴/ ۲۵۹

وغایر بالعطف والبندقة صوت یحصل بہ الاعلام بل ادخل فی المرام قال القاری ابن الملك المراد الترغیب الی اعلان امر النکاح بحیث لایخفی علی الاباعد قال فی شرح السنة معناہ اعلان النکاح واضطراب الصوت بہ والذکر فی الناس کما یقال فلان قد ذھب صوتہ فی الناس [81] اھ فالنھی مفقود ویفید المقصود فالجواز موجود المنع مردود و ھل لاحد ان ینھی عما لم ینہ عنہ اللہ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اما زعم بعض جھلة الوھابیة ولعمری مافی الوھابیة الا الجھلة انہ اسراف والاسراف حرام فجھل منھم بمعنی الاسراف و	مخصوص نہیں کیا بلکہ صورت کو مطلق رکھا گیا اور دونوں میں حرف "و" تغایر کے لئے بڑھایا گیا اور رائفل سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہے کہ جس سے آگاہی نصیب ہوتی ہے بلکہ اسے مقصود میں زیادہ دخل ہے۔ ملا علی قاری نے فرمایا علامہ ابن ملک نے کہا کہ اس سے امر نکاح کے اعلان کرنے کی رغبت مقصود ہے تاکہ دور دراز والے لوگوں پر یہ معاملہ پوشیدہ نہ رہے۔ شرح السنۃ میں فرمایا گیا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نکاح کا اعلان اور اس کی آواز کی نشر واشاعت ہو جائے اور لوگوں میں اس کا تذکرہ ہو جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کی آواز لوگوں میں پھیل گئی اور ان تک پہنچ گئی، خلاصہ کلام یہ کہ نہی مفقود اور افادہ مقصود ہے اور جواز موجود اور ممانعت مردود ہے کیا کسی کے لئے گنجائش ہے کہ جس کام سے اللہ تعالٰی اور اس کے رسول گرامی منع نہ فرمائیں اس سے لوگوں کو روکے ہر گز ایسا نہیں ہو سکتا، اللہ تعالٰی کی شان عظیم ہے اور اس کے رسول کریم پر اس کی طرف سے ہدیہ درود و تسلیم ہو، رہا بعض جاہل وہابیوں کا یہ خیال کہ یہ اسراف ہے (مجھے اپنی بقا کی قسم وہابیوں میں سوائے جہالت کے کچھ نہیں، لہٰذا قول وہابیہ کہ یہ اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ تو

[81] مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۱۴

اعظم منه ان اجهلهم تلا فی تحریمه آیة "اِنَّ الۡمُبَذِّرِیۡنَ کَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّیٰطِیۡنِ ؕ"[82] ولم یدر المسکین مافی الانفاق فی غرض محمود وفی مذموم او فی عبث من بون مبین ولو کان کل انفاق شیئ فی غرض مباح بل ومحمود اسرافا مذموما اذا امکن حصوله باقل منه لکان کل توسع فی مأکل او مشرب او منکح او مرکب اوملبس او مسکن حراما وھو خلاف الاجماع والنصوص الصریحة بغیر نزاع وھذا ربنا عزوجل قائلا "قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِیۡنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ ؕ"[83] وھذا نبینا صلی اللہ تعالٰی علیه والہ وسلم قائلا ان اللہ تعالٰی یحب ان یری اثر نعمته	ان کا یہ قول معنی اسراف سے جہالت ہے اور اس سے بھی عظیم جہالت ان کے بڑے جاہل سے صادر ہوئی اس نے کام کی حرمت میں قرآن مجید کی آیۃ مبارک پڑھ لی "بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں" اور وہ بیچارہ یہ نہ سمجھا کہ اچھی اور بری غرض اور بے فائدہ کام میں خرچ کرنے میں کتنا واضح اور کھلا فرق ہے اگر ہر خرچ کرنا مباح کام میں بلکہ اچھی غرض میں اسراف اور مذموم ہوتا تو جب اسی کا اس سے معمولی درجہ میں بھی حصول ممکن ہوتا پھر کھانے، پینے، نکاح کرنے، سواری، لباس اور جائے سکونت اور ان سب میں وسعت اختیار کرنا حرام ہوتا حالانکہ یہ اتفاق امت کے بالکل خلاف ہے اور صریح نصوص اس میں بغیر کسی نزاع کے وارد ہیں۔ غور کیجئے کہ ہمارا پروردگار عزت وعظمت کا مالک اپنے محبوب کریم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمارہا ہے، فرما دیجئے کس نے حرام کردی اللہ تعالٰی کی وہ زیب وزینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے ظاہر فرمائی اور وہ پاکیزہ کھانے کی چیزیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہہ اللہ تعالٰی اس بات کو پسند

[82] القرآن الکریم ۱۷/ ۲۷

[83] القرآن الکریم ۷/ ۳۲

علی عبدہ رواہ الترمذی[84] و حسنہ والحاکم وصححہ عن عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما مع قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الحدیث الصحیح بحسب ابن اٰدم القیمات یقمن صلبہ [85] الحدیث،وجعل لمن ابی التثلیث وقد اجمعوا علی جوازہ حتی الشبع،و انت تری ھؤلاء الناھین المجترین علی اللہ تعالٰی "بِمَاتَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ"[86]۔ ان ھذا حرام وھذا ممنوع یاکلون الالوان ویلبسون الرقاق ویفعلون یفعلون ولو اجترأوا بعشر ما انفقوا لکفی وضرب الدف ایضالا یخلو عن نفقۃ اماثمن واما اجرۃ	فرماتا ہے کہ اپنے کسی بندے پر آثار نعمت دیکھے، چنانچہ امام ترمذی نے اس کو روایت کرکے اس کی تحسین فرمائی، اور حاکم نے اس کو عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا اور اس کو صحیح قرار دیا۔اس کے باوجود کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حدیث صحیح میں یہ ارشاد موجود ہے ابن آدم کے لئے غذا کے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں (الحدیث)۔یہ اس کے لئے مقرر فرمایا جس نے تین لقموں کا انکار کیا، تم دیکھتے ہو کہ ان روکنے والوں اللہ تعالٰی پر جرات کرنے والوں کو ایسی چیز سے جو ان کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حرام ہے اور یہ منع ہے کہ لوگ رنگارنگ کھانے کھاتے ہیں باریک اور پتلا لباس پہنتے ہیں اور یہ اور وہ کرتے ہیں۔کاش وہ لوگ اس دسویں حصے پر اکتفا کرتے جو انھوں نے خرچ کیا تو کافی تھا۔اور یہ بھی خیال رہے کہ دف بجانا بھی خرچ سے خالی

[84] جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء ان اللہ یحب ان یری اثرہ الخ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۵، المستدرك للحاکم کتاب الاطعمۃ باب ماجاء ان اللہ یحب ان یری اثرہ الخ دارالفکر بیروت ۴/ ۱۳۵

[85] جامع الترمذی ابواب الزہد باب ماجاء فی کراہیۃ کثرۃ الاکل امین کمپنی دہلی ۲/ ۶۰، سنن ابن ماجہ ابواب الاطعمہ باب الاقتصار فی الاکل ایچ ایم سعید کراچی ص۲۴۸، الترغیب والترھیب الترہیب من الامعان فی الشبع مصطفی البابی مصر ۳/ ۱۳۶

[86] القرآن الکریم ۴/ ۳۶

ولعله قد یفوق ثمن البارود وانما السرف الصرف الی غرض لایحمد وتعدی القصد وتجاوز الحد فانظر ان ھذا من ذٰلك واللہ یتولی ھداك نعم من اراد التفاخر فذٰلك الحرام جملة واحدة "اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ۙ﴿۳۶﴾"[87] والاختصاص لھذا بالدف والبندقة بل لو تلاقراٰن ونوی التفاخر لکان حراما محظورا والتالی اٰثما موزورا کما لایخفی فھذا ما عندنا فی الباب وربنا سبحانه اعلم بالصواب وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا والاٰل والاصحاب اٰمین۔

نہیں یا تو دف خریدنے پر خرچ آئے گا یا بجانے کی اجرت دینی پڑے گی اور شاید بارود کی قیمت سے زیادہ ہو،اور خالص اسراف یہ ہے کہ ایسی غرض کے لئے خرچ کیا جائے جس میں کوئی حسن وخرابی اور فائدہ نہ ہو اور یہ میانہ روی سے متجاوز ہو لہٰذا غور کیجئے کہ یہ کہاں اور وہ کہاں (بلکہ دونوں میں واضح فرق ہے)اور اللہ تعالٰی تیری ہدایت کا مالک ہے۔ہاں اگر کسی نے آپس کے خرچ کرنے سے فخر کرنے کا ارادہ کیا تو یہ بالکل حرام ہے کیونکہ اللہ تعالٰی اترانے والے فخر کرنیوالے کو پسند نہیں کرتا،لہٰذا حرمت کا دف اور بندوق سے کوئی اختصاص نہیں بلکہ اگر آپس میں تفاخر سے تلاوت کلام پاک کی جائے تو یہ بھی حرام اور ممنوع ہے۔پس اس صورت میں تلاوت کرنے والا گنہ گار اور گناہ بر داشتہ ہوگا جیسا کہ مخفی نہیں لہٰذا اس باب میں ہماری یہی تحقیق ہے۔اور ہمارا پاک پروردگار راہ صواب کو اچھی طرح جانتا ہے۔ہمارے آقا وسردار اور ان کی آل اولاد وصحابہ پر اللہ تعالٰی کی خصوصی باران رحمت ہو۔آمین!(ت)

[87] القرآن الکریم ۴/ ۳۶